فتنۂ رافضیت وشیعیت

تاریخِ اسلام کی روشنی میں

تالیف

حبیب الامت عارف باللہ

حضرت مولانا مفتی حبیب اللہ صاحب قاسمی دامت برکاتہم

شیخ الحدیث وصدر مفتی، بانی ومہتمم جامعہ اسلامیہ دارالعلوم مہذب پور سنجر پور اعظم گڑھ یوپی

خلیفہ ومجاز بیعت

حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی وحضرت مولانا عبدالحلیم صاحب جونپوری

مکتبہ حبیب الامت

جامعہ اسلامیہ دارالعلوم مہذب پور سنجر پور اعظم گڑھ یوپی انڈیا

فتنۂ رافضیت وشیعیت

(ایک علمی وتاریخی مطالعہ)

تالیف

حضرت علامہ الامت مفتی حبیب اللہ صاحب قاسمی دامت برکاتہم

شیخ الحدیث وصدر مفتی بانی ومہتمم جامعہ اسلامیہ دارالعلوم مہذب پور، سنجر پور، اعظم گڑھ یوپی انڈیا

دورِ حاضر میں امتِ مسلمہ کو درپیش فتنوں میں سب سے خطرناک فتنہ رافضیت وتشیع ہے، جو صدیوں سے امت کے اتحاد، عقائد اور تاریخ پر حملہ آور رہا ہے۔ زیرِ نظر کتاب ''فتنہ رافضیت وشیعیت: تاریخِ اسلام کی روشنی میں'' اس فتنہ کا ایک گہرا، مدلل اور غیر جانب دارانہ علمی مطالعہ پیش کرتی ہے۔

مصنف نے مستند تاریخی مآخذ، آثارِ صحابہ، اقوالِ ائمہ اور اکابرِ امت کی شہادتوں کی روشنی میں رافضی افکار کے فکری واعتقادی بگاڑ کو بے نقاب کیا ہے۔ یہ کتاب نہ صرف ایک فکری وتحقیقی کاوش ہے بلکہ ملتِ اسلامیہ کے لیے ایک فکری و اعتقادی حصار کی حیثیت رکھتی ہے، جو نئی نسل کو اس گمراہ کن تحریک سے محفوظ رکھنے میں مدد دے گی۔

یہ تصنیف محققین، علماء، طلبۂ مدارس اور ہر دردمند مسلمان کے لیے ایک قیمتی رہنمائی کا سرچشمہ ہے، جو امت کو اس فتنہ کی جڑوں سے آگاہ کرتی ہے اور حق وباطل کے درمیان فرق کو نمایاں کرتی ہے۔

ناشر: مکتبہ حبیب الامت، جامعہ اسلامیہ دارالعلوم مہذب پور سنجر پور اعظم گڑھ یوپی انڈیا

رابطہ نمبر: 9450546400, 7054136788, 8439791465

MAKTABA HABIBUL UMMAT

Jamia Islamia Darul Uloom

Muhazzabpru, P.o. Sanjarpur, Dist. Azamgargh, U.P. India (Mob: +91 9450546400)

فتنۂ رافضیت و شیعیت

تاریخ اسلام کی روشنی میں

تالیف

حبیب الامت عارف باللہ

حضرت مولانا مفتی حبیب اللہ صاحب قاسمی دامت برکاتہم

شیخ الحدیث و صدر مفتی، بانی و مہتمم جامعہ اسلامیہ دار العلوم مہذب پور سنجر پور، اعظم گڑھ، یوپی

خلیفہ و مجاز بیعت

حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی و حضرت مولانا عبد الحلیم صاحب جونپوری

مکتبہ حبیب الامت

جامعہ اسلامیہ دار العلوم مہذب پور سنجر پور، اعظم گڑھ، یوپی، انڈیا

نام کتاب: فتنۂ رافضیت وشیعیت: تاریخ اسلام کے تناظر میں

تالیف: حضرت مولانا مفتی حبیب اللہ صاحب قاسمی دامت برکاتہم

صفحات: 72

تعداد اشاعت: 1100

سن اشاعت: 1447ھ-مطابق 2025ء

قیمت: 70

ناشر: مکتبہ حبیب الامت، جامعہ اسلامیہ دار العلوم مہذب پور
پوسٹ سنجر پور، ضلع اعظم گڈھ، یوپی، انڈیا

ملنے کا پتہ

مکتبہ حبیب الامت

جامعہ اسلامیہ دار العلوم مہذب پور، سنجر پور، اعظم گڈھ، یوپی

رابطہ نمبر: 9450546400, 7054316788

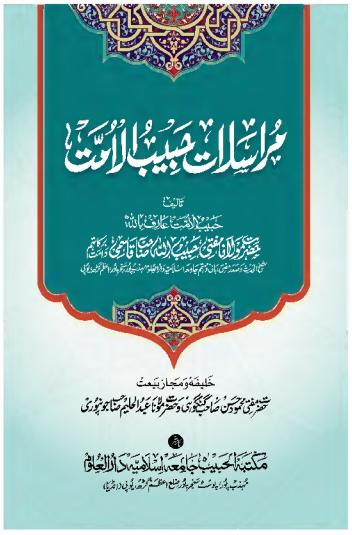
مراسلات مسیب الامت
تالیف
حبیب الامت عارف باللہ
خلیفہ ومجاز بیعت
مکتبہ حبیب جامعہ اسلامیہ دار العلوم

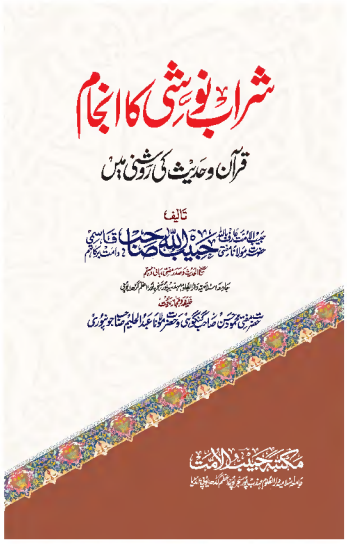
شراب نوشی کا انجام
قرآن وحدیث کی روشنی میں
تالیف
مکتبہ حبیب الامت

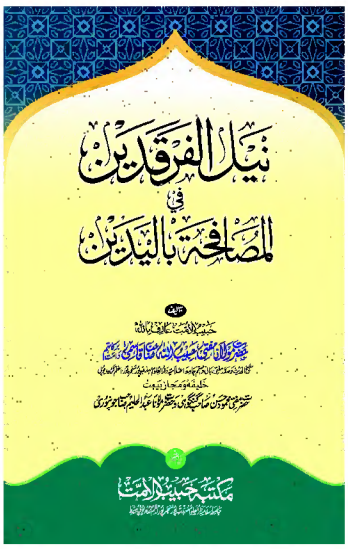
نیل الفرقدین
فی
المصافحۃ بالیدین
مکتبہ حبیب الامت

المساعی المرغوبہ
فی
الدعاء بعد المکتوبہ
تالیف
مکتبہ حبیب الامت

فہرست

	ابتدائیہ	7
1-	منہجِ تحقیق اور اصولِ استدلال (فتنۂ رافضیت و شیعیت: تاریخِ اسلام کے تناظر میں)	11
2-	قرآن وسنت کی روشنی میں صحابہ واہلِ بیتؓ کا مقام	14
3-	رافضیت کا آغاز: (اسباب وعوامل)	17
4-	رافضیت کی فکری بنیادیں (غلو فی اہل البیت، سبّ وشتمِ صحابہؓ، تحریفِ قرآن کا عقیدہ)	21
5-	دورِ صحابہ وتابعین میں شیعیت	24
6-	شیعہ فرقوں کی تقسیم اور ان کے عقائد	27
7-	صفوی دور اور ایران میں شیعیت کا فروغ	29
8-	برصغیر میں رافضیت کی آمد	32
9-	سبّ صحابہ اور اس کے نتائج	35
10-	تحریفِ قرآن کا عقیدہ اور شیعہ مصادر	38

11-	امامت وعصمت کا نظریہ	41
12-	تقیہ، بداء اور رجعت جیسے عقائد	44
13-	ائمۂ محدثین وفقہاء کی تحریریں	48
14-	منہاج السنۃ (ابن تیمیہؒ) اور الصواعق المحرقۃ (ابن حجر الہیثمیؒ) کا تجزیہ	51
15-	برصغیر میں اہل سنت کی جدوجہد (شاہ عبدالعزیزؒ، علامہ انور شاہ کشمیریؒ، مولانا محمود حسنؒ دیوبندی)	54
16-	معاصر دور میں علماء کے ردود (علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ، محبّ الدین الخطیبؒ وغیرہ)	57
17-	انقلابِ ایران اور برصغیر میں اثرات	60
18-	عصرِ حاضر میں شیعیت کے اثرات وخطرات (دعوتی، سیاسی اور معاشرتی پہلو)	64
19-	عصرِ حاضر میں شیعیت کے اثرات وخطرات (عصرِ حاضر میں اہلِ سنت کی ذمہ داریاں)	66
20-	اختتامیہ (کتاب: فتنۂ رافضیت وشیعیت: تاریخِ اسلام کے تناظر میں)	69

☆☆☆

ابتدائیہ

(فتنۂ رافضیت وشیعیت: تاریخ اسلام کے تناظر میں)

الحمد للّٰہ وحدہٗ، والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہٗ، وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین.

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دینِ اسلام کو کامل واکمل صورت میں نازل فرمایا، اور اس کے تحفظ واشاعت کی ذمہ داری اُمتِ مسلمہ پر ڈالی۔ لیکن تاریخ کے صفحات گواہ ہیں کہ شیطانی قوتیں ہمیشہ اس نورِ ہدایت کو بجھانے کی کوشش کرتی رہیں۔ کہیں باطنیت کے لبادے میں، کہیں فلسفہ والحاد کے پیرایہ میں، اور کہیں اہلِ بیتؓ کی محبت کے مقدس عنوان سے اُمت کو گمراہ کیا گیا۔ انہی فتنوں میں ایک بڑا فتنہ رافضیت و شیعیت ہے، جس نے امتِ مسلمہ کی وحدت واجتماعیت کو سخت نقصان پہنچایا۔

یہ کتاب اسی فتنہ کے تاریخی پس منظر، فکری بنیادوں، اس کے موجدین، اس کے اثرات ونتائج اور اُمت پر پڑنے والے نقصانات کے علمی وتحقیقی جائزے پر مشتمل ہے۔

مقصدِ تصنیف

اس کتاب کی تصنیف کے چند اہم مقاصد درج ذیل ہیں:

1-تحقیق و وضاحت: رافضیت و شیعیت کے تاریخی آغاز اور اس کے ارتقائی مراحل کو قرآن وسنت، کتبِ تاریخ اور اقوالِ ائمہ کی روشنی میں واضح کرنا۔

2-اصلاح وتنبیہ: اُمت کو یہ باور کرانا کہ شیعیت کا ظاہری نعرہ محبتِ اہلِ بیتؓ ہے لیکن اس کی عملی تاریخ میں گستاخیِ صحابہؓ، انکارِ شریعت اور افتراءِ دینیات نمایاں ہیں۔

3-ادبِ اختلاف کا التزام: یہ کتاب محض تنقیص یا طعن کے لئے نہیں، بلکہ علمی انداز میں حقائق کے اظہار اور اہلِ سنت کے منہجِ اعتدال کو نمایاں کرنے کے لئے ہے۔ چنانچہ ہر مقام پر زبان وقلم کو عدل وانصاف کے دائرے میں رکھا جائے گا۔

4-محبتِ اہلِ بیتؓ اور تعظیمِ صحابہؓ: یہ کتاب اُمت کو یہ سبق دینے کے لئے بھی ہے کہ اہلِ بیتؓ کی محبت اور صحابہ کرامؓ کی تعظیم ایک دوسرے کی ضد نہیں بلکہ دینِ اسلام کے بنیادی تقاضے ہیں۔ قرآن وسنت کی روشنی میں دونوں کا مقام ومرتبہ مسلم ہے، اور انہی کے ذریعے دین ہم تک پہنچا۔

منہجِ تحقیق: اس کتاب کی تالیف میں درج ذیل اصولوں کو ملحوظ رکھا گیا ہے:

قرآن کریم اور احادیثِ صحیحہ کو بنیادی معیار بنایا گیا۔ ائمۂ اہلِ سنت کے اقوال، معتمد کتبِ تاریخ ورجال اور فقہ کی متداول کتب سے استفادہ کیا گیا۔ منہجِ انصاف پر کاربند رہتے ہوئے دلائل پیش کیے گئے، اور محض الزامات یا غیر معتبر روایات سے اجتناب کیا

گیا۔ ہر باب کے آخر میں خلاصہ ونتائج پیش کیے جائیں گے تاکہ قاری کے ذہن میں بات اچھی طرح بیٹھ جائے۔

ادبِ اختلاف: اسلام کا مزاج یہ ہے کہ اختلاف، اگرچہ کبھی سخت ہو، لیکن اس میں عدل واخلاق کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹے۔ چنانچہ یہ کتاب علمی اختلاف کے ادب کو سامنے رکھ کر لکھی جا رہی ہے۔ اس میں کہیں بھی طعن وتشنیع، فحش گوئی یا غیر شائستہ انداز اختیار نہیں کیا جائے گا، بلکہ دلائل وشواہد کے ساتھ بات کہی جائے گی تاکہ علمی وقار برقرار رہے۔

محبتِ اہلِ بیتؓ وتعظیمِ صحابہؓ: قرآن کریم نے جہاں اہلِ بیتؓ کی طہارت و رفعت کو بیان کیا ہے، وہیں صحابہ کرامؓ کی عظمت وفضیلت کو بھی اجاگر کیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے صحابہؓ کو نجوم قرار دیا اور اہلِ بیتؓ کو ثقلین کا حصہ بنایا۔ اہلِ سنت کا منہج یہ ہے کہ وہ اہلِ بیتؓ سے محبت کو ایمان کا حصہ اور صحابہ کرامؓ کی تعظیم کو دین کا فریضہ سمجھتے ہیں۔ اس کتاب میں ان دونوں پہلوؤں کو پورے توازن واعتدال کے ساتھ بیان کیا جائے گا۔

خلاصہ ونتائج: رافضیت وشیعیت کا فتنہ تاریخِ اسلام میں ایک سنگین موڑ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کتاب کا مقصد نہ تو تعصب ہے اور نہ محض تنقیص، بلکہ حقیقت کی وضاحت اور اُمت کو بیدار کرنا ہے۔ اس میں قرآن وسنت، کتبِ تاریخ اور اقوالِ سلف

کو بنیاد بنایا جائے گا۔ ہر بحث میں ادبِ اختلاف اور اعتدال کے منہج کو ملحوظ رکھا جائے گا۔ اہلِ بیتؓ کی محبت اور صحابہ کرامؓ کی تعظیم، دونوں اسلام کے لازمی اجزاء ہیں اور انہی کے امتزاج سے ایمان کامل ہوتا ہے۔

حررہ

مفتی حبیب اللہ قاسمی خادم الحدیث والافتاء

مؤسس ورئیس جامعہ اسلامیہ دارالعلوم مہذب پور، سنجر پور اعظم گڑھ یوپی انڈیا

تاریخ: 1/ربیع الاول 1447ھ، مطابق: 25/اگست 2025ء، یوم الاثنین (دوشنبہ)

منہجِ تحقیق اور اصولِ استدلال

(فتنۂ رافضیت وشیعیت: تاریخِ اسلام کے تناظر میں)

تحقیق کے میدان میں سب سے اہم سوال یہ ہے کہ کس منہج پر تحقیق کی بنیاد رکھی جائے؟ کیونکہ تحقیق اگر مضبوط اصول اور معتبر مصادر پر قائم نہ ہو تو محض دعویٰ رہ جاتی ہے۔ خصوصاً ایسے نازک موضوع میں، جس کا تعلق دینِ اسلام کے بنیادی عقائد، صحابہ کرامؓ کی عظمت اور اہلِ بیتؓ کی محبت کے ساتھ ہو، تحقیق کے ہر پہلو میں دیانت و امانت، نصوصی استناد اور سلفِ صالحین کی روشنی لازمی ہے۔ اسی ضرورت کو سامنے رکھتے ہوئے یہ باب ترتیب دیا گیا ہے تاکہ قاری پر واضح ہو کہ اس کتاب میں کون سے اصولِ استدلال اپنائے گئے ہیں اور کن مصادر و مراجع کو بنیاد بنایا گیا ہے۔

1-مصادر و مراجع کا تعین: اس کتاب میں درج ذیل مصادر و مراجع کو اصل بنیاد قرار دیا گیا ہے: **1-قرآن کریم:** سب سے پہلی اور قطعی دلیل اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔ کیونکہ قرآن ہی وہ میزان ہے جس سے ہر باطل کی پہچان ممکن ہے۔ رافضیت کے باطل عقائد کا سب سے بڑا ردّ قرآن ہی کی آیات سے ہوتا ہے، جن میں صحابہ کرامؓ کی عظمت، اہلِ بیتؓ کی طہارت اور امت کی اجتماعیت واضح ہے۔ **2-احادیثِ صحیحہ:** احادیثِ نبویہ ﷺ قرآن کے بعد سب سے معتبر ماخذ ہیں۔ ان میں نبی اکرم ﷺ

کے وہ ارشادات محفوظ ہیں جنہوں نے صحابہ واہل بیت کے مقام کو اجاگر کیا۔ اسی کے ساتھ یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ دین ہم تک انہی صحابہ کے ذریعے پہنچا۔ **3-تاریخی مصادر:** امت کی معتبر تاریخی کتب جیسے البدایہ والنہایہ، الکامل فی التاریخ، تاریخ طبری وغیرہ اس فتنہ کے پس منظر کو سمجھنے میں بنیادی ماخذ ہیں۔ ان ہی سے ہم یہ جان سکیں گے کہ رافضیت کا آغاز کیسے ہوا، اس کے بانی کون تھے اور کس طرح اس نے امت میں اختلاف ڈالا۔ **4- فقہ واصولِ فقہ کی متداول کتب:** کیونکہ رافضیت محض ایک تاریخی یا سیاسی مسئلہ نہیں بلکہ فقہی اور اعتقادی پہلو بھی رکھتی ہے، اس لیے فقہائے کرام کی کتب کو بھی بنیاد بنایا گیا ہے۔ **5-اقوالِ سلف ومعاصر علماء:** اہلِ سنت کے جلیل القدر ائمہ (مثلاً امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ، امام بخاریؒ، ابن تیمیہؒ، ابن حجرؒ وغیرہ) اور معاصر علماء (مثلاً محبّ الدین الخطیبؒ، علامہ انور شاہ کشمیریؒ، علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ وغیرہ) کی تصریحات بھی اس تحقیق میں شامل ہیں۔

2-نصوصی دلائل کی ترتیب: اس کتاب میں دلائل کو ایک منہجی ترتیب میں پیش کیا گیا ہے تاکہ استدلال میں وضاحت اور علمی وقار قائم رہے: **1-سب سے پہلے قرآن:** جس مسئلہ پر قرآن کی صریح نص موجود ہے، وہاں کسی اور دلیل کی حاجت نہیں رہتی۔ **2-اس کے بعد سنتِ نبویہ:** قرآن کی توضیح وتفسیر سنت سے ہوتی ہے، لہٰذا صحیح احادیث کو قرآن کے بعد پیش کیا گیا۔ **3-پھر آثارِ صحابہ واقوالِ سلف:** کیونکہ دین کی صحیح تعبیر وتفہیم کا معیار یہی حضرات ہیں، اس لیے ان کے اقوال اور عملی منہج کو

بنیاد بنایا گیا۔ **4-اس کے بعد تاریخی شواہد:** تا کہ معلوم ہو سکے کہ عملاً اسلامی تاریخ میں رافضیت نے کس طرح اپنا اثر ڈالا۔ **5-اور آخر میں معاصر محققین کی آراء:** تا کہ موجودہ دور کے قارئین کو ایک جامع اور روزمرہ کے مسائل سے جڑی رہنمائی مل سکے۔

3-اقوالِ سلف کا وزن اور علمی دیانت: اہلِ سنت کا منہج یہ ہے کہ سلفِ صالحین کے اقوال کو نصوصِ شرعیہ کی روشنی میں پرکھا جائے۔ اس میں تین باتیں خاص طور پر پیشِ نظر رکھی گئی ہیں: **1-دیانت:** کسی بھی مخالف فرقہ پر الزام لگاتے ہوئے ایسی روایت یا بات نقل نہ کی جائے جو غیر معتبر ہو یا اہلِ سنت کے معیار پر پوری نہ اترتی ہو۔ **2-انصاف:** جہاں اہلِ تشیع نے کسی پہلو میں درست بات کہی ہے، اسے بھی تسلیم کیا جائے تا کہ علمی توازن برقرار رہے۔ **3-اعتدال:** نہ غلو کیا جائے اور نہ تفریط۔ نہ کسی کے مقام کو گھٹایا جائے اور نہ کسی کو اس درجہ پر بٹھایا جائے جس کا ثبوت نصوص سے نہ ملتا ہو۔

خلاصہ ونتائج: اس کتاب کی تحقیق قرآن وسنت، آثارِ صحابہؓ واقوالِ سلف اور معتبر تاریخی مصادر پر مبنی ہے۔ استدلال میں سب سے پہلے قرآن، پھر سنت، پھر اقوالِ سلف اور اس کے بعد تاریخی و معاصر شواہد کو ترتیب دی گئی ہے۔ علمی دیانت اور انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ کسی جھوٹی روایت یا الزام پر انحصار نہ کیا جائے۔ اقوالِ سلف کو نصوص کے تابع رکھا جائے گا تا کہ تحقیق کا معیار اہل سنت کے اصولوں کے مطابق رہے۔

مصادر ومراجع: 1-القرآن الکریم 2-صحیح البخاری، کتاب فضائل الصحابۃ،

مطبوعہ دار طوق النجاۃ، بیروت، 1422ھ، ج 5، ص 2۔ 3- صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، مطبوعہ دار إحیاء التراث العربی، بیروت، 1412ھ، ج 4، ص 1965۔ 4- تاریخ الامم والملوک (تاریخ طبری)، ابن جریر طبری، مطبوعہ دار التراث، بیروت، 1387ھ، ج 4، ص 340۔ 5- البدایۃ والنہایۃ، ابن کثیر، مطبوعہ دار ہجر، قاہرہ، 1997ء، ج 7، ص 254۔ 6- الکامل فی التاریخ، ابن الاثیر، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت، 1417ھ، ج 3، ص 39۔ 7- منہاج السنۃ النبویۃ، ابن تیمیہ، مطبوعہ جامعۃ الإمام، ریاض، 1986ء، ج 1، ص 28۔ 7- الفرق بین الفرق، عبد القاہر البغدادی، مطبوعہ دار المعرفۃ، بیروت، 1977ء، ص 34۔ 9- الصواعق المحرقۃ، ابن حجر الہیتمی، مطبوعہ المکتبۃ القاہریۃ، 1997ء، ص 90۔ 10- احسان الٰہی ظہیر، الشیعۃ والسنۃ، مطبوعہ ادارہ ترجمان السنۃ، لاہور، 1985ء، ص 15۔

قرآن وسنت کی روشنی میں صحابہ واہلِ بیتؓ کا مقام

اسلام کی تاریخ اور اس کی بقا کا سب سے روشن باب وہ ہے جس میں نبی کریم ﷺ کے رفقا ومعتمدین، یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور آپ کی اہلِ بیتِ اطہار رضی اللہ عنہم کی عظمت ومنزلت بیان کی گئی ہے۔ یہ دونوں طبقات دینِ اسلام کے ستون اور بنیاد ہیں۔ امت کے لیے ان کی محبت، تعظیم اور اتباع، عین ایمان اور

نصوصِ قطعیہ سے ثابت ہے۔ فتنۂ رافضیت نے انہی دونوں طبقات پر حملہ آور ہو کر امت کو گمراہ کرنے کی کوشش کی۔ لہٰذا قرآن وسنت کی روشنی میں ان کے مقام ومرتبہ کو اجاگر کرنا وقت کی اہم ترین علمی ضرورت ہے۔

قرآن کریم میں صحابہ کرامؓ کا مقام: قرآن مجید میں متعدد مقامات پر صحابہ کرامؓ کی عظمت بیان ہوئی ہے: **1-رضائے الٰہی کی بشارت:** وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ (التوبۃ:100)۔ ترجمہ: اور جو لوگ سب سے پہلے ایمان لائے مہاجرین اور انصار میں سے، اور وہ لوگ جو احسان کے ساتھ ان کے پیچھے چلنے والے ہیں، اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔ **2-بیعتِ رضوان کا ذکر:** لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ (الفتح:18)۔ یہ آیت واضح اعلان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک خاص موقع پر تمام صحابہ پر اپنی رضا نازل فرمائی۔ **3-ایمان واخلاص کی گواہی:** مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ (الفتح:29)۔ یہاں ان کے اوصاف اور ایمان کی مضبوطی کو بطور معیار بیان کیا گیا ہے۔

قرآن کریم میں اہلِ بیتؓ کا مقام: اہلِ بیت اطہارؓ کے بارے میں قرآن مجید کی نصوص نہایت واضح ہیں: **1-آیۂ تطہیر:** إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا (الأحزاب:33)۔ اس آیت میں اہلِ بیت

کوخصوصی طہارت کی بشارت دی گئی۔ **2-اہلِ بیت کی مودّت:** قُل لَّا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ (الشوری:23)۔رسول اکرم ﷺ نے امت سے اہلِ بیت کی محبت کواپنی رسالت کا حق قرار دیا۔

احادیثِ صحیحہ میں صحابہ واہلِ بیتؓ کا مقام: 1-صحابہ کے بارے میں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ، وَلَا نَصِيفَهُ (صحیح البخاری، حدیث:3673 ؛ صحیح مسلم، حدیث:2540)۔ترجمہ: میرے صحابہ کو برا نہ کہو، اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تو ان کے ایک مد یا نصف کے برابر بھی نہیں ہوسکتا۔ **2-اہلِ بیت کے بارے میں:** حدیثِ ثقلین: إني تارك فيكم ما إن تمسكتم به لن تضلوا بعدي أبدا: كتاب الله، وعترتي أهل بيتي (جامع الترمذی، حدیث: 3786)۔حضرت حسن وحسینؓ کے بارے میں فرمایا: الحسن والحسين سيدا شباب أهل الجنة (جامع الترمذی، حدیث:3768)۔

اقوالِ مفسرین ومحدثین: امام طبریؒ فرماتے ہیں: آیاتِ قرآنیہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ صحابہ اور اہلِ بیت دونوں اسلام کی بنیاد ہیں، ان کے خلاف طعن دراصل دین پر حملہ ہے (تفسیر الطبری، ج10، ص75)۔امام نوویؒ نے کہا: صحابہ پر طعن کرنے والا بدعتی ہے، کیونکہ ان پر طعن شریعت کے منہدم ہونے کے مترادف ہے (شرح صحیح مسلم، ج16، ص93)۔امام ابن حجر عسقلانیؒ نے اہلِ بیت کی تعظیم کو واجب اور ان سے بغض کو نفاق قرار

دیا (فتح الباری، ج7، ص79)۔

خلاصہ ونتائج: 1-صحابہ کرامؓ اور اہلِ بیتؓ دونوں قرآن وسنت میں عظمت اور رضا کے مستحق قرار دیے گئے۔ 2-ان سے محبت اور تعظیم ایمان کا حصہ ہے اور ان پر طعن دین کو مجروح کرنے کے مترادف ہے۔ 3-رافضیت وتشیع کا سب سے بڑا انحراف یہی ہے کہ انہوں نے صحابہ کرامؓ کی شان میں گستاخی کی اور اہلِ بیت کو غلو کے ساتھ پیش کیا۔ 4-اہلِ سنت کا منہج یہ ہے کہ دونوں طبقات کو عدل کے ساتھ ان کے مقام پر رکھا جائے۔

مصادر و مراجع: 1-القرآن الکریم۔ 2-صحیح البخاری، دار طوق النجاۃ، بیروت، 1422ھ، ج 5، ص 7۔ 3-صحیح مسلم، دار إحیاء التراث العربی، بیروت، 1412ھ، ج 4، ص 1962۔ 4-جامع الترمذی، دار الغرب الإسلامی، بیروت، 1998ء، ج 5، ص 662۔ 5-تفسیر الطبری، دار ہجر، قاہرہ، 2001ء، ج 10، ص 75۔ 6-شرح صحیح مسلم للنووی، دار الفکر، بیروت، 1995ء، ج16، ص93۔ 7-فتح الباری لابن حجر، دار المعرفۃ، بیروت، 1379ھ، ج7، ص 79۔

رافضیت کا آغاز: (اسباب وعوامل)

اسلامی تاریخ کے صفحات میں جہاں ایمان، اخلاص اور قربانی کے روشن

چراغ نظر آتے ہیں، وہیں سازش، نفاق اور گمراہی کے سیاہ دھبے بھی دکھائی دیتے ہیں۔ امتِ مسلمہ کے اتحاد و اجتماعیت پر کاری ضرب لگانے والے بڑے فتنوں میں سے ایک فتنہ رافضیت ہے، جس نے اپنی جڑیں ابتدائی صدیوں ہی میں گاڑ دیں اور آج تک امت کی صفوں میں انتشار و افتراق کا سبب بنا ہوا ہے۔ اس فتنہ کی اصل جڑیں تاریخی سازشوں سے وابستہ ہیں، اور اس کے محرکات میں خارجی عناصر اور یہودی ذہن کا بڑا عمل دخل ہے۔ یہ باب اسی تاریخی تناظر میں اس فتنہ کے آغاز، اسباب اور عوامل کا جائزہ لیتا ہے، تاکہ حقیقت کا پردہ ہٹایا جائے اور امت کو ان مکروفریب سے محفوظ رکھنے کا علمی وفکری لائحہ عمل واضح کیا جاسکے۔

عبداللہ بن سبا اور سبائیت: تمام مؤرخین اس بات پر متفق ہیں کہ رافضیت کا عملی ظہور عبداللہ بن سبا نامی یہودی کے ہاتھوں ہوا۔ ابن سبا یمنی الاصل یہودی تھا جس نے بظاہر اسلام قبول کیا لیکن اندرونِ خانہ اس کا دل اسلام اور اہلِ اسلام کے خلاف بغض وعداوت سے بھرا ہوا تھا۔ ابن سبا نے اسلام میں یہودیت کے بگڑے ہوئے عقائد داخل کرنے کی کوشش کی۔ اس نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو الوہیت کا درجہ دینے کی بات کی۔ قرآن وسنت کی واضح تعلیمات کے برخلاف، امامت کو دین کا اصل ستون قرار دیا اور اسے نبوت پر قیاس کیا۔ خلافتِ عثمانؓ کے خلاف بغاوت کی تحریکات میں بھی اس کا ہاتھ نمایاں تھا۔ امام طبری، ابن کثیر اور دیگر مؤرخین لکھتے ہیں کہ ابن سبا نے فتنۂ قتلِ عثمانؓ میں سازشی کردار ادا کیا، مختلف شہروں میں اپنے کارندے

بھیجے، عوام کے ذہنوں میں وساوس ڈالا، اور امت کے شیرازے کو بکھیرنے میں بنیادی کردار ادا کیا۔

خارجی و یہودی سازشیں: یہ حقیقت تاریخ کے ہر منصف مزاج طالب علم پر عیاں ہے کہ اسلام کا یہ فتنہ محض داخلی ردّعمل نہ تھا، بلکہ اس کے پیچھے خارجی اور یہودی قوتیں سرگرم تھیں۔

1-یہودی ذہن کی سازش: یہود ہمیشہ سے اہلِ اسلام کے حریف رہے ہیں۔ جب انہیں میدانِ بدر واحد میں شکست ہوئی، اور جب خیبر فتح ہوا تو انہوں نے محسوس کیا کہ مسلمانوں کو عسکری میدان میں شکست دینا ناممکن ہے۔ اس لیے انہوں نے فکری واعتقادی رخنہ اندازی شروع کی۔ ابن سبا اسی سازش کا آلہ کار تھا۔

2-خارجی فتنہ: خوارج نے جہاں تکفیر اور خروج کے نظریے سے امت کو نقصان پہنچایا، وہیں رافضیت نے غلو اور بدعقیدگی سے دین کی بنیادوں کو کھوکھلا کیا۔ یہ دونوں فتنوں میں مماثلت ہے کہ دونوں نے امت کے اتحاد کو پارہ پارہ کیا، دونوں کے پیچھے افراط وتفریط کارفرما تھی، اور دونوں نے اپنے باطل موقف کے لیے قرآن وسنت کی تاویلاتِ فاسدہ کی بنیاد رکھی۔

3-سیاسی عوامل: حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد جو سیاسی انتشار برپا ہوا، اس ماحول نے رافضیت کے پنپنے کے لیے سازگار فضا فراہم کی۔ سازشی گروہ نے اس وقت کے سیاسی تناؤ کو عقیدے کا رنگ دے کر امت کے مختلف طبقات کو تقسیم کرنے کی

کوشش کی۔

رافضیت کے آغاز کے محرکات: یہودی ذہن کی پرانی دشمنی اور اسلام کو نقصان پہنچانے کی تدبیر۔ اہلِ بیتؓ کی محبت کے نام پر غلو اور ان کے مخالفین کے خلاف شدید بغض۔ سیاسی شورشوں کا فائدہ اٹھا کر دینی رنگ دینا۔ خلافتِ راشدہ کے نظام کو متزلزل کرنا اور امت کو باہمی نزاع میں الجھانا۔

خلاصہ ونتائج: رافضیت کا آغاز کسی فکری اجتہاد یا علمی اختلاف سے نہیں بلکہ یہ منظّم سازش تھی۔ اس فتنہ کے بانی عبداللہ بن سبا نے اسلام میں غلو اور شرکیہ نظریات داخل کیے۔ یہودی وخارجی قوتوں نے مل کر امت کو تقسیم کرنے کی ناپاک کوشش کی۔ سیاسی انتشار نے اس فتنہ کے لیے زمین ہموار کی اور اہلِ اسلام کے مابین بداعتمادی پھیلائی۔ امت کے لیے اس فتنہ سے سبق یہ ہے کہ وہ ہمیشہ خارجی و باطنی سازشوں سے ہوشیار رہے اور اپنے اتحاد کو قرآن وسنت کی بنیاد پر قائم رکھے۔

مصادر ومراجع: 1-الطبری، تاریخ الأمم والملوک، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، 1997، ج 4، ص 340۔ 2-ابن کثیر، البدایۃ والنہایۃ، مکتبۃ المعارف، ریاض، 1990، ج 7، ص 167۔ 3-ابن حجر عسقلانی، لسان المیزان، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، 1996، ج 3، ص 289۔ 4-ابن تیمیہ، منہاج السنۃ النبویۃ، جامعۃ الإمام، ریاض، 1986، ج 1، ص 35۔ 5-علامہ شبلی نعمانی، المامون والعصر العباسی، مطبع نولکشور، لکھنؤ، 1912، ص 212۔ 6-د۔ علی محمد الصلابی، فتنۃ مقتل عثمان بن عفانؓ، دار ابن کثیر، دمشق، 2001، ص 94۔

رافضیت کی فکری بنیادیں

(غلو فی اہل البیت، سبّ وشتمِ صحابہؓ، تحریفِ قرآن کا عقیدہ)

اسلامی تاریخ میں ہر دور میں ایسے باطل گروہ اور گمراہ فرقے پیدا ہوئے جنہوں نے دینِ اسلام کی اصل روح کو بگاڑنے کی کوشش کی۔ لیکن ان میں سب سے زیادہ خطرناک اور ملتِ اسلامیہ کے لیے زہرِ قاتل ثابت ہونے والا فتنہ رافضیت و تشیع کا فتنہ ہے۔ اس کی فکری بنیادیں نہ صرف مسلمانوں کے اعتقادی ڈھانچے کو مجروح کرتی ہیں، بلکہ امت کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کا ذریعہ بھی بنی ہیں۔ ان بنیادوں کا علمی جائزہ لینا ضروری ہے تاکہ یہ واضح ہو کہ کس طرح ان عقائد نے قرآن وسنت کے صریح نصوص کی مخالفت کی، اور امتِ مسلمہ کے باہمی اعتماد کو متزلزل کر دیا۔

1 - غلو فی اہل البیتؓ: اہلِ بیتِ اطہارؓ سے محبت اور ان کی تعظیم ایمان کا حصہ ہے۔ قرآن کریم نے اہلِ بیت کے پاکیزہ مقام کو بیان کیا: **إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا** (الأحزاب:33)۔ یہ آیت اہلِ بیت کے لیے عظمت وشرف کی دلیل ہے، لیکن رافضہ نے اس محبت کو غلو میں تبدیل کر کے اس کو اعتقادی انحراف کی بنیاد بنا دیا۔ انہوں نے اہلِ بیت کو معصوم عن الخطا مانا، ان کے لیے الوہیت وربوبیت کے صفات ثابت کرنے لگے، حتیٰ کہ بعض غالی فرقے انہیں الوہیت کے درجہ تک لے گئے۔ یہ غلو قرآن وسنت کے اصولِ اعتدال کے خلاف

ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے خود اہلِ بیت اور صحابہ کرامؓ کے بارے میں عدل ومیانہ روی کی تعلیم دی۔ ارشاد فرمایا: **لا تُطْرونی کما أطرت النصاری ابن مریم، فإنما أنا عبد، فقولوا: عبد الله ورسوله** (صحیح بخاری، حدیث:3445)۔ جس طرح نصاریٰ نے سیدنا عیسیٰؑ کے بارے میں غلو کر کے انہیں الوہیت کا درجہ دیا، اسی طرح رافضہ نے اہلِ بیت کے ساتھ غلو کر کے ایک نئے مذہب کی بنیاد ڈالی۔

2-سبّ وشتمِ صحابہ کرامؓ: رافضیت کی دوسری بڑی فکری بنیاد صحابہ کرامؓ کی توہین اور سبّ وشتم ہے۔ یہ طعن وتشنیع اس قدر بڑھا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ اور دیگر اکابر صحابہؓ کی تکفیر اور لعنت کرنا ان کے مذہب کا شعار بن گیا۔ حالانکہ قرآن کریم نے صحابہ کرامؓ کی تعریف میں ارشاد فرمایا: **وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ** (التوبۃ:100)۔ یعنی مہاجرین وانصار اور ان کے پیروکار سب اللہ کی رضا کے حامل ہیں۔ ایسے جلیل القدر طبقہ کے خلاف زبان درازی دراصل قرآن کی نصوص کی تکذیب ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی فرمایا: **لا تسبوا أصحابی، فلو أن أحدکم أنفق مثل أحد ذهبًا ما بلغ مدّ أحدهم ولا نصیفه** (صحیح بخاری، حدیث:3673)۔ اس کے باوجود رافضہ کے نزدیک سبّ وشتم دین کا جزو بن گیا، جو ان کی فکری گمراہی کی سب سے بڑی علامت ہے۔

3-تحریفِ قرآن کا عقیدہ: رافضیت کی ایک اور بنیادی گمراہی تحریفِ قرآن

کا عقیدہ ہے۔ان کے اکابر علماء نے اپنی کتب میں یہ دعویٰ کیا کہ موجودہ قرآن میں کمی اور تبدیلی ہوچکی ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے بارے میں صاف اعلان کیا: إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ (الحجر9)۔یہ آیت قرآن کی حفاظت کی قطعی دلیل ہے۔لیکن رافضہ نے اس کے برعکس تحریف کا دعویٰ کرکے امت کے اجماعی عقیدے کی مخالفت کی۔ائمۂ اہلِ سنت نے اس باطل عقیدہ پر سخت رد کیا۔امام ابن حزمؒ فرماتے ہیں: **من قال إن فی القرآن زیادة أو نقصاناً فهو کافر مکذب لله ورسوله** (الفصل فی الملل والأ ہواء والنحل، ج4،ص138،مطبوعہ دارالجیل)۔اسی طرح امام نوویؒ، امام قرطبیؒ اور دیگر مفسرین ومحدثین نے بھی اس عقیدہ کو کفر والحاد قرار دیا ہے۔

خلاصہ ونتائج: 1-رافضیت کی فکری بنیادیں تین بڑے اصولوں پر کھڑی ہیں: اہلِ بیت کے ساتھ غلو اور افراط۔صحابہ کرامؓ کی سبّ وشتم۔قرآن میں تحریف کا عقیدہ۔2-یہ تینوں بنیادیں قرآن وسنت کے واضح نصوص کی مخالفت اور اجماعِ امت کی تردید ہیں۔3-ان گمراہ اصولوں نے امت کے اتحاد کو توڑ کر مسلمانوں کو فرقہ واریت، باہمی عداوت اور بداعتمادی کی دلدل میں دھکیل دیا۔4-اہلِ سنت والجماعت کا عقیدہ ہمیشہ یہ رہا ہے کہ اہلِ بیتؓ اور صحابہؓ دونوں سے محبت واجب ہے، اور قرآن مجید اپنی اصل حالت میں محفوظ ہے۔

مصادر ومراجع: 1-القرآن الکریم۔2-صحیح البخاری، حدیث:3445، 3673۔3-صحیح مسلم، حدیث: 2541۔4-ابن تیمیہ، منہاج السنۃ النبویۃ، ج1،

ص 27، مطبوعہ: جامعۃ الإمام محمد بن سعود، ریاض۔ 5-ابن حزم، الفصل فی الملل والأ ہواء والنحل، ج 4، ص 138، مطبوعہ: دار الجیل، بیروت۔ 6-امام قرطبی، الجامع لأ حکام القرآن، ج 1، ص 27، مطبوعہ: دار الکتب المصریۃ، قاہرہ۔ 7-امام نووی، شرح صحیح مسلم، ج 16، ص 93، مطبوعہ: دار إحیاء التراث العربی، بیروت۔

دورِ صحابہ وتابعین میں شیعیت

اسلامی تاریخ میں صحابہ کرامؓ اور اہلِ بیتِ اطہارؓ کی عظیم شخصیات کا کردار امت کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ ان کے درمیان پائے جانے والے عارضی اختلافات اور تاریخی حوادث کو بعد کے گروہوں نے اپنے مقاصد کے لیے استعمال کیا، جس کے نتیجے میں شیعیت کا ابتدائی ظہور ہوا۔ لیکن یہ حقیقت مسلم ہے کہ اہلِ بیتِ اطہارؓ کا اصل منہج قرآن وسنت اور جماعتِ صحابہؓ کے ساتھ وابستگی ہی پر قائم رہا۔

حضرت علیؓ اور خوارج: خلافتِ علیؓ کے دور میں سب سے بڑا داخلی فتنہ خوارج کا ظہور تھا۔ صفین کے بعد جب تحکیم کا مسئلہ سامنے آیا تو خوارج نے حضرت علیؓ پر ہی اعتراض کیا اور لَا حُكْمَ إِلَّا لِلّٰه کا نعرہ لگایا۔ حضرت علیؓ نے ان کے اس انتہا پسندانہ رویہ کو رد کرتے ہوئے فرمایا: كَلِمَةُ حَقٍّ أُرِيدَ بِهَا بَاطِلٌ (نہج البلاغہ، خطبہ 40)۔ یعنی یہ بات بظاہر حق ہے مگر اس سے باطل مقصود ہے۔ حضرت علیؓ نے خوارج کے ساتھ صبر و

حکمت کا معاملہ کیا، حتی کہ نہروان کے معرکہ میں ان سے قتال بھی کیا، مگر اس کے باوجود فرمایا: **لَا تُقَاتِلُوا الْخَوَارِجَ بَعْدِی، فَلَيْسَ مَنْ طَلَبَ الْحَقَّ فَأَخْطَأَهُ كَمَنْ طَلَبَ الْبَاطِلَ فَأَدْرَكَهُ** (ابن ابی شیبہ، المصنف، ج15، ص322)۔ یہ حضرت علیؓ کا عدل اور اہلِ سنت کا اصل منہج ہے، جو نہ غلو پر مبنی تھا اور نہ افراط وتفریط پر۔

اہلِ بیتؓ کا اصل منہج: اہلِ بیتِ اطہارؓ نے ہمیشہ امت کو کتاب وسنت اور جماعتِ صحابہؓ کے ساتھ جوڑے رکھا۔ حضرت امام حسنؓ نے اپنی خلافت کو امت کے اتحاد کی خاطر حضرت معاویہؓ کے حق میں چھوڑ کر یہ پیغام دیا کہ امت کا اتحاد فردی اقتدار سے بڑھ کر ہے (تاریخ طبری، ج5، ص159)۔ حضرت امام حسینؓ نے ظلم واستبداد کے خلاف کلمۂ حق بلند کیا، مگر کبھی بھی صحابہ کرامؓ یا خلفائے راشدین پر طعن وتشنیع نہیں کی۔ ان کے خطبات میں قرآن وسنت کے التزام اور عدل وتقویٰ کی تعلیمات ہی ملتی ہیں (البدایہ والنہایہ، ج8، ص199)۔ اسی طرح حضرت امام زین العابدینؒ، امام محمد باقرؒ اور امام جعفر صادقؒ نے علم وعمل اور تقویٰ کو امت کی وراثت بنایا، اور وہ خود حدیث وفقہ کے سب سے بڑے ماخذ قرار پائے۔

ابتدائی شیعہ فرقے: صحابہ وتابعین کے دور میں شیعیت کے ابتدائی گروہ وجود میں آئے۔ ان کی تین بڑی شکلیں ملتی ہیں: **1-شیعۂ سیاسی:** یہ وہ لوگ تھے جو محض سیاسی طور پر حضرت علیؓ اور ان کی اولاد کے حامی تھے، مگر دین کے بنیادی عقائد میں اہلِ سنت سے الگ نہ تھے۔ **2-غالی شیعہ:** یہ وہ تھے جنہوں نے اہلِ بیتؓ کے بارے

میں غلو کیا، حتی کہ الوہیت اور عصمت کے عقائد گھڑ لیے۔ یہ گروہ اہلِ بیتؓ کے اپنے نزدیک بھی مردود تھا (ملل ونحل، ج1، ص154)۔ **3-امامیۂ اوائل:** یہ وہ فرقہ تھا جو اہلِ بیتؓ کی امامت کو اصولِ دین میں شامل کرنے لگا، اور اسی سے آگے چل کر اثنا عشریہ وغیرہ کی شکلیں وجود میں آئیں۔

خلاصہ ونتائج: حضرت علیؓ کا منہج قرآن وسنت پر مبنی اعتدال اور عدل تھا، جس سے انہوں نے خوارج کے غلو اور منافقین کی سازشوں دونوں کا رد فرمایا۔ اہلِ بیتِ اطہارؓ نے ہمیشہ امت کو وحدت، تقویٰ اور اتباعِ شریعت کی تعلیم دی۔ ابتدائی شیعہ فرقوں میں سے سیاسی شیعہ کو تاریخی لحاظ سے ایک فطری رجحان کہا جا سکتا ہے، مگر غالی اور عقیدتی شیعہ فرقے اسلام کی اصل تعلیمات سے انحراف پر مبنی تھے۔ یہ حقیقت تاریخ کے ہر طالبِ علم پر واضح ہے کہ رافضیت اور غالی شیعیت کا اہلِ بیتؓ کے اصل منہج سے کوئی تعلق نہیں۔

مصادر و مراجع: 1-القرآن الکریم۔ 2-صحیح البخاری، دار طوق النجاۃ، بیروت، 1422ھ، ج5، ص13۔ 3-صحیح مسلم، دار إحیاء التراث العربی، بیروت، 1374ھ، ج3، ص1478۔ 4-ابن ابی شیبہ، المصنف، مکتب الرشد، ریاض، 1409ھ، ج15، ص322۔ 5-طبری، تاریخ الامم والملوک، دار التراث، بیروت، 1387ھ، ج5، ص159۔ 6-ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، دار الفکر، بیروت، 1407ھ، ج8، ص199۔ 7-شہرستانی، الملل والنحل، دار المعرفۃ، بیروت، 1992ء، ج1، ص154۔

شیعہ فرقوں کی تقسیم اور ان کے عقائد

تاریخ اسلام کے اوراق پر جب ہم نظر ڈالتے ہیں تو یہ حقیقت آشکار ہوتی ہے کہ شیعیت ایک وحدت یافتہ مکتب نہیں تھا بلکہ مختلف ادوار میں اس کے کئی گروہ وجود میں آئے، جن کے افکار وعقائد میں شدید اختلاف پایا جاتا ہے۔ ان میں بعض محض سیاسی وابستگی رکھتے تھے، جبکہ بعض نے غلو اور بدعت کے سبب اسلام کے بنیادی عقائد سے انحراف کیا۔ اس مضمون میں ہم شیعہ فرقوں کی تقسیم اور ان کے عقائد کا تحقیقی وعلمی جائزہ پیش کریں گے۔

1-کیسانیہ: کیسانیہ سب سے پہلا باقاعدہ شیعہ فرقہ تھا جو مختار بن ابی عبید ثقفی کی تحریک کے نتیجے میں ظہور پذیر ہوا۔ یہ لوگ حضرت علیؓ کے بعد امامت کو ان کے بیٹے محمد بن حنفیہ کی طرف منتقل مانتے تھے۔ ان کا عقیدہ تھا کہ محمد بن حنفیہ غائب ہیں اور وہی مہدی موعود ہیں جو آخر الزمان میں ظاہر ہوں گے (ملل ونحل، ج1، ص147)۔ یہ گروہ وقت کے ساتھ تحلیل ہو گیا اور اس کے ماننے والے بعد میں دیگر فرقوں میں شامل ہو گئے۔

2-زیدیہ: زیدیہ کا تعلق حضرت امام زید بن علی (شہید 122ھ) سے ہے۔ ان کے نزدیک امامت اہلِ بیت میں ہے لیکن کسی خاص فرد پر نہیں ٹھہرتی، بلکہ ہر وہ فاطمی سید جو علم وتقویٰ رکھتا ہو اور خروج بالسیف کرے، وہ امام بن سکتا ہے (الفصل لابن حزم، ج4، ص182)۔ زیدیہ خلفائے ثلاثہ (ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ) کی خلافت کو صحیح مانتے ہیں

اور سبّ وشتم سے اجتناب کرتے ہیں، اسی وجہ سے یہ اہلِ سنت کے قریب سمجھے جاتے ہیں۔ تاہم امامت کے مسئلہ میں ان کا اختلاف بدستور موجود ہے۔

3-امامیہ (اثناعشریہ): امامیہ شیعہ کا سب سے بڑا اور پھیلا ہوا فرقہ ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ امامت منصوص من اللہ ہے اور یہ حضرت علیؓ سے شروع ہوکر بارہ ائمہ میں ختم ہوئی۔ یہ بارہ امام معصوم، خطا اور گناہ سے پاک مانے جاتے ہیں (اصول کافی، ج1، ص200)۔ بارہویں امام محمد بن الحسن عسکری کو غائب مانتے ہیں اور امام مہدی تصور کرتے ہیں جو آخر زمانہ میں ظاہر ہوں گے۔ ان کے عقائد میں تقیہ، رجعت، بداء اور تحریفِ قرآن جیسے مسائل بھی ملتے ہیں، جو امت کے اجماعی عقائد سے صریح انحراف ہیں (الکافی للکلینی، ج1، ص239)۔

4-اسماعیلیہ: اسماعیلیہ کا ظہور حضرت امام جعفر صادقؒ کی وفات 148)ھ) کے بعد ہوا، جب ایک گروہ نے ان کے بیٹے اسماعیل کو امام مانا۔ ان کا عقیدہ ہے کہ امامت نسل در نسل اسماعیل کی اولاد میں قائم ہے۔ انہوں نے باطنی تاویلات کو اختیار کیا اور قرآن وشریعت کے ظاہری احکام کو ترک کرکے باطنی معانی کو اصل مانا (الملل و النحل، ج1، ص191)۔ بعد میں انہی میں سے فاطمی خلافت قائم ہوئی، جو مصر وافریقہ میں کئی صدیوں تک برسرِ اقتدار رہی۔ ان کے عقائد میں غلو، باطنیت اور شریعت کی تاویلی تحریف نمایاں ہے۔

خلاصہ ونتائج: کیسانیہ کا اصل امتیاز محمد بن حنفیہ کی امامت اور مہدویت کا عقیدہ

تھا، جو بعد میں مٹ گیا۔ زیدیہ کا منہج اہلِ سنت کے قریب ہے مگر امامت کے باب میں ان کا نظریہ خروج وسیادت پر قائم رہا۔ امامیہ (اثناعشریہ) سب سے بڑا فرقہ ہے، جنہوں نے عصمتِ ائمہ، تقیہ، رجعت اور تحریف جیسے عقائد کو اپنے مذہب کی بنیاد بنایا۔ اسماعیلیہ نے باطنی تاویلات اور شریعت کی تحریف کو اپنایا اور ان کے اندر سیاسی وفکری طور پر الحادی رجحانات داخل ہوئے۔ ان تمام فرقوں کے وجود نے امتِ مسلمہ میں انتشار پیدا کیا، جبکہ اہلِ بیتؓ کا اصل منہج قرآن وسنت اور جماعتِ صحابہؓ کے ساتھ وفاداری تھا۔

مصادر و مراجع: 1-القرآن الکریم۔ 2-صحیح البخاری، دار طوق النجاۃ، بیروت، 1422ھ، ج5، ص13۔ 3-صحیح مسلم، دار إحیاء التراث العربی، بیروت، 1374ھ، ج3، ص1478۔ 4-طبری، تاریخ الامم والملوک، دار التراث، بیروت، 1387ھ، ج 5، ص 159۔ 5-ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، دار الفکر، بیروت، 1407ھ، ج 10، ص 274۔ 6-شہرستانی، الملل والنحل، دار المعرفۃ، بیروت، 1992ء، ج 1، ص 147، 191۔ 7-ابن حزم، الفصل فی الملل والنحل، مکتبہ خاں جی، بیروت، 1985ء، ج 4، ص 182۔ 8-الکلینی، الکافی، دار الکتب الإسلامیہ، تہران، 1388ھ، ج1، ص200، 239۔

صفوی دور اور ایران میں شیعیت کا فروغ

اسلامی تاریخ کے نشیب وفراز میں صفوی دور ایک نہایت اہم اور سنگین موڑ

ہے۔ اسی دور میں ایران کی سرزمین پر رافضیت (شیعیت) نے باقاعدہ ریاستی سرپرستی حاصل کی اور وہاں کے سنّی معاشرے کو منظّم منصوبہ بندی کے تحت زبردستی شیعہ بنایا گیا۔ اس باب میں ہم صفوی تحریک کے پس منظر، اس کے سیاسی محرکات، اور اہلِ سنت پر ڈھائے گئے مظالم کا جائزہ لیں گے۔

1-صفوی سلطنت کا قیام: صفوی سلطنت کا بانی شاہ اسماعیل صفوی تھا، جس نے 907/1501ء میں تبریز میں اپنی حکومت قائم کی۔ صفوی دراصل ایک صوفی خانقاہی سلسلہ تھا جو شیخ صفی الدین اردبیلی (وفات 735ھ) سے منسوب تھا۔ اسماعیل نے اپنی حکومت کے آغاز سے ہی اثنا عشری تشیع کو ایران کا سرکاری مذہب قرار دیا (البدایہ والنہایہ، ج15، ص253)۔ یہ پہلا موقع تھا کہ ایک وسیع اسلامی خطہ جس میں صدیوں تک اہل سنت غالب تھے، زور زبردستی اور طاقت کے بل بوتے پر شیعہ مسلک میں تبدیل کیا گیا۔

2-سیاسی محرکات: صفوی حکمرانوں نے شیعیت کو محض مذہبی نہیں بلکہ سیاسی اسلحہ بنایا: عثمانی خلافت، جو اس وقت سنی اسلام کی سب سے بڑی نمائندہ تھی، اس کے مقابل صفویوں نے رافضیت کو اپنی شناخت بنایا۔ عثمانیوں اور صفویوں کی معرکہ آرائی (جیسے چالدیران کی جنگ 1514ء) دراصل مذہب کے نام پر ایک سیاسی ٹکراؤ تھا۔ صفویوں نے اپنی رعایا کو اثنا عشری تشیع میں جبرً ادا خل کیا تا کہ وہ عثمانی خلافت کی فکری و دینی بالادستی کو قبول نہ کریں (تاریخ طبری، ج10، ص45)۔

3-اہل سنت پر مظالم: صفوی دور میں اہل سنت پر جو مظالم ڈھائے گئے وہ تاریخ اسلام کے خونچکاں ابواب میں شمار ہوتے ہیں: اہل سنت کی بڑی تعداد کو قتل عام کا نشانہ بنایا گیا۔ کتبِ حدیث وتفسیر کو جلایا گیا اور ائمہ دین کی قبور ومساجد کو منہدم کیا گیا۔ عوام پر لازم کیا گیا کہ خطبہ واذان میں خلفائے ثلاثہ (ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ) پر سبّ وشتم کیا جائے (الملل والنحل، ج1، ص194)۔ ہزاروں سنّی علما کو یا تو قتل کیا گیا یا جلاوطن کر دیا گیا۔ ایران کی جامع مساجد میں لعن وطعن کو باقاعدہ فرضِ عین کی حیثیت دے دی گئی۔

4-ایران میں شیعیت کا پھیلاؤ: صفوی حکمرانوں نے ایران کو ایک ایسی لیبارٹری بنایا جہاں پورا معاشرہ رافضیت کی فضا میں ڈھال دیا گیا۔ نصابِ تعلیم کو بدل دیا گیا، اذان میں تحریف کی گئی، اور سنّی فقہ کے مراکز بند کر دیے گئے۔ اس جبر کے نتیجہ میں چند ہی دہائیوں میں ایران، جو صدیوں تک اہل سنت کا مرکز رہا تھا، ایک غالب شیعہ ملک بن گیا (الفصل، ابن حزم، ج4، ص184)۔

خلاصہ ونتائج: صفوی دور سے قبل ایران اہل سنت کا قلعہ تھا، مگر صفوی سلطنت نے سیاسی عزائم کے تحت اثنا عشری شیعیت کو بطورِ ریاستی مذہب نافذ کیا۔ اس عمل میں عوام پر شدید جبر واکراہ استعمال ہوا، یہاں تک کہ علماء وعوام کو قتل، جلاوطنی اور مذہبی ظلم کا سامنا کرنا پڑا۔ صفویوں کا یہ اقدام دراصل عثمانی خلافت کے خلاف سیاسی چال تھی، جس کے نتائج آج تک اسلامی دنیا میں سنی شیعہ تقسیم کی صورت میں موجود ہیں۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ رافضیت کا سب سے بڑا فروغ صفوی سلطنت ہی کے زیر

سایہ ممکن ہوا۔

مصادر و مراجع: 1-القرآن الکریم۔ 2-صحیح البخاری، دار طوق النجاۃ، بیروت، 1422ھ، ج5،ص13۔ 3-صحیح مسلم، دار إحیاء التراث العربی، بیروت، 1374ھ، ج 3،ص 1478۔ 4-ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، دار الفکر، بیروت، 1407ھ، ج15،ص253۔ 5-طبری، تاریخ الامم والملوک، دار التراث، بیروت، 1387ھ، ج 10،ص 45۔ 6-شہرستانی، الملل والنحل، دار المعرفۃ، بیروت، 1992ء، ج 1،ص 194۔ 7-ابن حزم، الفصل فی الملل والنحل، مکتبہ خاں جی، بیروت، 1985ء، ج4،ص184۔ 8-معاصر محققین: ول ڈیورانٹ، تاریخ تمدن، مترجم: محمد مجیب، نیشنل بک ٹرسٹ، دہلی، 2002ء، ج6،ص212۔

برصغیر میں رافضیت کی آمد

برصغیر کی تاریخ اسلامی تہذیب و ثقافت، دینی اقدار اور علمی ورثہ کی ایسی حسین داستان ہے جس نے صدیوں تک اسلام کے روحانی و علمی نقوش محفوظ رکھے۔ یہاں کے حکمرانوں اور عوام نے قرآن وسنت کی روشنی میں دین کو فروغ دیا اور مدارس ومساجد کے ذریعہ علم وعمل کی شمعیں روشن کیں۔ تاہم تاریخ کے مختلف ادوار میں یہاں بھی رافضیت (تشیع) نے اپنی جڑیں جمانے کی کوشش کی۔ خصوصاً مغلیہ عہد میں ایران ووسط ایشیا سے آنے والے بعض عناصر اور سیاسی حالات کے نتیجہ میں شیعیت

کے اثرات برصغیر تک پہنچے۔اس باب میں ہم ان اثرات اور اہل سنت کے دینی ردعمل کو علمی و تحقیقی انداز میں بیان کریں گے۔

1-ابتدائی اثرات: رافضیت کی ابتدائی آمد برصغیر میں فاطمی و اسماعیلی داعیوں کے ذریعہ سندھ و گجرات کے ساحلی علاقوں میں ہوئی، مگر وہاں عوامی قبولیت نہ مل سکی (ابن اثیر، الکامل، ج9، ص423)۔اگرچہ سلاطینِ دہلی کے دور میں شیعہ عناصر کا وجود بہت محدود رہا، مگر مغل دور میں حالات بدل گئے۔

2-مغلیہ عہد اور تشیع کا فروغ: مغلیہ سلطنت کے بانی ظہیر الدین بابر (وفات 937/1530ء) اور اس کے جانشین عموماً اہل سنت حنفی تھے، لیکن ایران اور وسط ایشیا سے تعلق رکھنے والے بعض خاندان دربارِ مغلیہ میں اثر و رسوخ حاصل کر گئے۔خصوصاً اکبر (وفات 1014ھ) اور جہانگیر (وفات 1037ھ) کے زمانے میں ایرانی شیعہ امراء اور اہلِ قلم بڑی تعداد میں ہندوستان آئے اور انہیں حکومتی عہدوں پر بھی جگہ ملی۔ لکھنؤ، فیض آباد اور دکن کے بعض علاقے (خصوصاً گولکنڈہ و بیجاپور) شیعہ امراء اور نوابین کی سرپرستی میں رافضی افکار کے مراکز بن گئے (ابوالفضل، آئین اکبری، ج2، ص351)۔صفوی ایران اور مغلیہ سلطنت کے سفارتی تعلقات نے بھی شیعہ اثرات کے فروغ میں کردار ادا کیا۔

3-مذہبی وفکری اثرات: برصغیر میں بعض درباری علماء اور شعرا نے تشیع کو علمی و ادبی محفلوں میں فروغ دیا۔مجالس، مراثی اور تعزیے کی رسمیں اسی دور میں جڑ پکڑیں۔

تعزیہ داری اور محرم کی عزاداری کی باقاعدہ سرپرستی ہوئی، جو بعد میں عوامی سطح پر مذہبی تہوار کی شکل اختیار کر گئی۔ تصوف کی بعض خانقاہوں میں بھی شیعہ عناصر نے اثر ڈالا اور ولایت وامامت کے تصورات کے ساتھ غلو کو پھیلایا۔

4-اہل سنت کا ردعمل: اہل سنت کے اکابر علماء نے رافضی افکار کا شدید علمی ردفرمایا۔ شاہ عبدالعزیز دہلویؒ (وفات 1239/1824ء) نے اپنی معروف تصنیف تحفہ اثناعشریہ میں شیعہ عقائد وافکار کا مدلل رد کیا اور قرآن وسنت کی روشنی میں ان کی علمی واعتقادی لغزشوں کو واضح فرمایا (تحفہ اثناعشریہ، ص 25)۔ علماء اہل سنت نے منبر و محراب سے عوام کی رہنمائی کی اور مدارس میں صحیح عقائد وفقہ حنفی کی تعلیم کو فروغ دیا۔ تصنیف وتالیف کے میدان میں بھی بڑے بڑے علمی کارنامے سرانجام دیے گئے جنہوں نے رافضیت کی جڑوں کو کمزور کر دیا۔

5-برصغیر میں رافضیت کے مستقل مراکز: اودھ (لکھنؤ) برصغیر میں رافضیت کا سب سے بڑا گڑھ بن گیا، جہاں شیعہ نوابین نے اپنی پوری سلطنت کو تشیع کے رنگ میں رنگ دیا۔ دکن میں قطب شاہی وآصف جاہی حکمرانوں نے بھی مختلف ادوار میں شیعیت کی سرپرستی کی۔ تاہم پورے برصغیر کی عمومی فضا سنّیت کی رہی اور عوامی سطح پر تشیع کو وسیع پیمانے پر قبولیت نہ مل سکی۔

خلاصہ ونتائج: رافضیت کی ابتدائی آمد برصغیر میں فاطمی داعیوں کے ذریعہ ہوئی مگر بڑی کامیابی نہ ملی۔ مغلیہ عہد میں ایرانی ووسط ایشیائی شیعہ اثرات، دربارِ مغلیہ

اور بعض نوابی خاندانوں کی سرپرستی سے شیعیت کو فروغ ملا۔ محرم کی عزاداری، تعزیہ داری اور مراثی گوئی جیسے شعائر اسی دور میں برصغیر میں مضبوط ہوئے۔ اہل سنت کے اکابر، خصوصاً شاہ عبدالعزیز دہلویؒ نے علمی وفکری محاذ پر رافضیت کا زبردست رد کیا اور عوام کو قرآن وسنت کے عقائد پر قائم رکھا۔ نتیجتاً برصغیر کی مجموعی مذہبی شناخت سنّیت ہی رہی، اگرچہ بعض علاقوں میں شیعہ مراکز قائم ہو گئے۔

مصادر و مراجع: 1-القرآن الکریم۔ 2-صحیح البخاری، دار طوق النجاۃ، بیروت، 1422ھ، ج5، ص13۔ 3-صحیح مسلم، دار إحیاء التراث العربی، بیروت، 1374ھ، ج3، ص1478۔ 4-ابن اثیر، الکامل فی التاریخ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، 1417ھ، ج9، ص423۔ 5-ابوالفضل، آئین اکبری، مطبع نولکشور، لکھنؤ، 1867ء، ج2، ص351۔ 6-شاہ عبدالعزیز دہلوی، تحفہ اثنا عشریہ، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، 1984ء، ص25۔ 7-ابن خلدون، تاریخ ابن خلدون، دار الفکر، بیروت، 2001ء، ج4، ص112۔ 8-معاصر محققین: رشید شاذ، ہندوستان میں فرقہ پرستی کی تاریخ، ندوۃ المصنفین، دہلی، 2005ء، ص178۔

سبّ صحابہ اور اس کے نتائج

اسلامی تاریخ کے صفحات اس حقیقت پر شاہد ہیں کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم

وہ مقدس جماعت ہے جس نے براہِ راست رسولِ اکرم ﷺ کی تربیت میں نشو ونما پائی، قرآنِ کریم کے اولین مخاطب اور دین کے اولین معلم ومبلغ رہے۔ قرآن نے ان کی مدح میں فرمایا: ''وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحسَانٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنهُم وَرَضُوا عَنهُ'' (التوبۃ:100)۔ ترجمہ: مہاجرین وانصار میں سے سبقت کرنے والے اور وہ لوگ جو احسان کے ساتھ ان کی پیروی کریں، اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔ یہی وجہ ہے کہ امت کے اجماعی عقیدہ میں سبّ وشتمِ صحابہ ایک عظیم منکر اور دین وامت کے خلاف خطرناک فکری انحراف مانا گیا ہے۔ مگر رافضیت کے فتنہ نے سب سے پہلے اسی اساس کو ہدف بنایا، تاکہ اسلام کی عمارت کو اندر سے منہدم کیا جائے۔

سبّ صحابہ کا پس منظر: رافضی فکر کی جڑ عبداللہ بن سبا کی سازشوں تک جا پہنچتی ہے، جس نے حضرت علیؓ کی محبت کے لبادہ میں صحابہ کی توہین وتنقیص کو رواج دیا۔ اس کے بعد یہ روش رافضیت کے بنیادی عقیدہ کے طور پر نسل در نسل منتقل ہوتی رہی۔ ان کے نزدیک حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور اکابر صحابہ کو نعوذ باللہ غاصب اور منافق کہنا ایمان کا تقاضا سمجھا گیا۔

سبّ صحابہ کے نتائج واثرات: 1-قرآن وسنت کی بنیاد متزلزل ہونا: چونکہ قرآن وسنت کی روایت کا اصل سرمایہ صحابہ کے ذریعے ہم تک پہنچا، لہٰذا ان پر سبّ و شتم کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ وحی الٰہی اور دین کی اساس ہی کو ناقابلِ اعتماد قرار دے دیا

گیا۔ **2-امت میں نفاق وانتشار:** سبّ صحابہ کے نتیجے میں امت کے مابین محبت و اتحاد کی فضا پارہ پارہ ہوئی۔ مسلمانوں کی تاریخ فرقہ واریت، خانہ جنگیوں اور قتل و غارت سے رنگین ہوگئی، جس کی جڑ یہی باطل فکر تھی۔ **3-اہلِ بیت کی تعلیمات کی مخالفت:** اہلِ بیت اطہار کا اصل منہج یہ تھا کہ وہ اکابر صحابہ کے ساتھ محبت و احترام کا رشتہ رکھتے تھے۔ حضرت امام جعفر صادقؒ کے اقوال اس پر شاہد ہیں کہ وہ حضرت ابوبکرؓ وحضرت عمرؓ کو خلیفۂ برحق مانتے تھے۔ لہٰذا سبّ صحابہ دراصل اہلِ بیت کی تعلیمات ہی کی نفی ہے۔ **4-سیاسی وتہذیبی نقصان:** سبّ صحابہ کے عقیدے نے مسلمانوں کے سیاسی اتحاد کو پاش پاش کیا۔ ایک طرف خارجی قوتوں کو مداخلت کا موقع ملا، دوسری طرف امت علمی و تہذیبی میدان میں زوال کا شکار ہوئی۔ **5-فقہی و اعتقادی انحرافات:** سبّ صحابہ کے سبب اصولِ دین میں تحریف کی گئی۔ عقیدۂ امامت کو نبوت کے قائم مقام مانا گیا، قرآن میں تحریف کا نظریہ پیش ہوا، اور شریعت کے بنیادی احکام کو بگاڑ دیا گیا۔

خلاصہ ونتائج: سبّ صحابہ دراصل اسلام کی جڑ کاٹنے کے مترادف ہے۔ یہ عمل قرآن وسنت کی حجیت کے انکار پر منتج ہوتا ہے۔ امت کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے اور مسلمانوں کو کمزور بنانے میں سبّ صحابہ نے بنیادی کردار ادا کیا۔ اہلِ بیت کی اصل تعلیمات کے خلاف اور یہودی و مجوسی سازشوں کا نتیجہ ہے۔ اہلِ سنت کا اجماعی موقف یہ ہے کہ سبّ صحابہ ایک بدترین منکر اور ایمان کے منافی رویہ ہے۔

مصادر و مراجع: 1-القرآن الکریم۔ 2-صحیح البخاری، کتاب فضائل الصحابۃ، حدیث:3651۔3-صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، حدیث:2533۔ 4-امام طحاوی، العقیدہ الطحاویہ، مطبع دار السلام، ریاض، ص:534۔ 5-ابن تیمیہ، منہاج السنۃ النبویہ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ج1، ص:15-13۔6-امام طبری، تاریخ الامم والملوک، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ج4، ص:340۔ 7-علامہ ابن حزم، الفصل فی الملل والاہواء والنحل، مکتبہ الخانجی، قاہرہ، ج4، ص:182۔8-شبلی نعمانی، المامون، مطبع ندوۃ العلماء، لکھنؤ، ص:95-91۔ 9-ڈاکٹر علی محمد الصلابی، الدولۃ العباسیہ، دار ابن کثیر، دمشق، ج1، ص:211۔

تحریفِ قرآن کا عقیدہ اور شیعہ مصادر

اسلام کی اساس قرآنِ مجید ہے، جس کی حفاظت کی ضمانت خود خالقِ کائنات نے دی ہے: "إِنَّا نَحنُ نَزَّلنَا الذِّكرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ" (الحجر:9)۔ ترجمہ: بیشک ہم نے ہی یہ ذکر (قرآن) اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ یہی وہ آیت ہے جو اس کتابِ الٰہی کی بقا اور تحریف سے حفاظت کی ابدی دلیل ہے۔ امتِ مسلمہ کا اجماعی عقیدہ ہے کہ قرآنِ مجید اپنی اصل حالت پر محفوظ ہے، اس میں نہ کسی قسم کی کمی ہوئی اور نہ زیادتی۔ لیکن فتنۂ رافضیت نے دیگر فکری انحرافات کی طرح یہاں بھی امت کے اجماعی عقیدہ پر حملہ کیا اور تحریفِ قرآن کا نظریہ اپنے

مصادر ومراجع میں شامل کرلیا۔

تحریفِ قرآن کا تصور اور رافضیت: رافضی مصادر میں بعض ایسی روایات موجود ہیں جن میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ اصل قرآن وہ نہیں جو امت کے پاس موجود ہے ، بلکہ اس میں تحریف کی گئی اور اہلِ بیت کے فضائل وامامت کے نصوص کو حذف کردیا گیا۔ان کے نزدیک حضرت علیؓ کے پاس اصل مصحف تھا جو امامت کے دلائل پر مشتمل تھا،مگر امت نے اسے قبول نہ کیا۔ یہ نظریہ محض ایک علمی مغالطہ نہیں بلکہ عقیدۂ اسلامیہ کے بنیادی اصول پر حملہ ہے، کیونکہ قرآن ہی دین کی بنیاد ہے۔اس کے بارے میں شک وشبہ پیدا کرنا گویا پورے دین کو ناقابلِ اعتماد بنانا ہے۔

شیعہ مصادر میں تحریفِ قرآن کی تصریحات: 1-الکافی للکلینی (اصولِ کافی، ج1،ص228،مطبع دارالکتب الإسلامیۃ،طہران) میں کئی مقامات پر ایسی روایات مذکور ہیں کہ قرآن میں امامت سے متعلق آیات کو حذف کردیا گیا۔2-تفسیر القمی (ج1،ص36،مطبع دارالسرور، بیروت) میں متعدد مقامات پر آیات کی ایسی قرائت منقول ہے جو اہلِ سنت کے مصاحف سے مختلف ہیں۔ 3-الانتصار (السید المرتضی، ج1،ص89،مطبع دارالمعرفۃ، بیروت) میں بعض اقوال ایسے منقول ہیں جو قرآن کے محفوظ ہونے پر سوال اٹھاتے ہیں۔4-فصل الخطاب فی تحریف کتاب رب الارباب (حسین النوری الطبرسی،ص33-32، مطبع النجف) اس موضوع پر سب سے صریح کتاب ہے جس میں مؤلف نے کھلے الفاظ میں تحریفِ قرآن کے عقیدہ کو بیان کیا اور اس پر دلائل قائم کرنے کی کوشش کی۔

اہلِ بیت اور سلف کا موقف: اہلِ سنت والجماعت کا اجماع ہے کہ قرآن اپنی اصل حالت میں محفوظ ہے۔ یہی موقف خود ائمہ اہلِ بیت کا بھی تھا۔ امام جعفر صادقؒ سے مروی ہے: **من قال أن القرآن زید فیه أو نقص منه فکذب** (الاعتقاد للصدوق، ص84، مطبع طہران)۔ ترجمہ: جس نے یہ کہا کہ قرآن میں کمی یا زیادتی ہوئی ہے وہ جھوٹا ہے۔ یہ روایت اس بات کی دلیل ہے کہ تحریفِ قرآن کا عقیدہ اہلِ بیت کا منہج نہیں بلکہ بعد کے غالی رافضیوں کی بدعت ہے۔

تحریفِ قرآن کے نظریہ کے نتائج: 1-اجماعِ امت کی مخالفت: امت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ قرآن محفوظ ہے، اس کے برخلاف کہنا اجماع سے خروج ہے۔ **2-دین کی بنیاد متزلزل کرنا:** جب قرآن ہی مشکوک قرار پائے تو دین کے باقی احکام کس بنیاد پر قائم رہیں گے؟ **3-امت میں افتراق:** یہ نظریہ امت کو قرآن کی وحدت سے محروم کر کے تفرقہ اور فتنہ کا ذریعہ بنا۔ **4-باطل مذاہب کے لئے تقویت:** تحریفِ قرآن کا دعویٰ یہودی ونصرانی تحریفات کی طرح دینِ اسلام کو بھی بگاڑنے کی سازش ہے، تاکہ وہ اسلام کی حقانیت پر انگلی اٹھا سکیں۔

خلاصہ ونتائج: قرآن کریم اللہ کی محفوظ کتاب ہے، جس میں کسی قسم کی تحریف ممکن نہیں۔ شیعہ مصادر میں تحریفِ قرآن کے عقیدہ کی صریح تصریحات ملتی ہیں، جو اجماعِ امت کے خلاف ہیں۔ اہلِ بیت اطہار اور ائمہ اہلِ سنت کا موقف یہ ہے کہ قرآن میں تحریف کا عقیدہ جھوٹ اور گمراہی ہے۔ یہ نظریہ دراصل اسلام کی اساس کو

منہدم کرنے اور امت کو انتشار میں مبتلا کرنے کی سازش ہے۔

مصادر و مراجع: 1-القرآن الکریم۔ 2-صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، حدیث:4701۔ 3-صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، حدیث:818۔ 4-الصدوق، الاعتقادات فی دین الامامیہ، مطبع طہران، ص84۔5-الکلینی، الکافی، دار الکتب الإسلامیۃ، طہران، ج1، ص228۔6-علی بن ابراہیم القمی، تفسیر القمی، دار السرور، بیروت، ج1، ص36۔7-السید المرتضی، الانتصار، دار المعرفۃ، بیروت، ج1، ص89۔8-حسین النوری الطبرسی، فصل الخطاب فی تحریف کتاب رب الارباب، النجف، ص33-32۔9-ابن تیمیہ، منہاج السنۃ النبویہ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ج1، ص9-7۔10-علامہ ابن حزم، الفصل فی الملل والاہواء والنحل، مکتبہ الخانجی، قاہرہ، ج4، ص185-183۔

امامت وعصمت کا نظریہ

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جس کی بنیاد توحید، رسالت اور آخرت پر ہے۔ رسالتِ محمدی ﷺ کے بعد دین کامل ہوا اور قرآن نے واضح اعلان فرمایا: ''اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا'' (المائدۃ:3)۔ ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر

پوری کردی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔ اس اعلان کے بعد دین میں کسی نئے عقیدہ یا اصول کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ لیکن فتنۂ رافضیت نے اسی بنیاد پر وار کیا اور امامت وعصمت کو ایسا عقیدہ بنا کر پیش کیا جو نہ قرآن میں ہے، نہ سنت میں، نہ صحابۂ کرامؓ اور نہ تابعین کے منہج میں۔

رافضیت میں امامت کا عقیدہ: شیعہ امامیہ کے نزدیک امامت محض ایک سیاسی نظام نہیں بلکہ عقیدۂ ایمان کا بنیادی رکن ہے۔ ان کے نزدیک: نبی کریم ﷺ کے بعد حضرت علیؓ بلافصل امام ہیں۔ ان کے بعد بارہ ائمہ معصومین ہیں، جن کی اطاعت ہر مسلمان پر واجب ہے۔ امامت نصِ جلی کے ذریعہ متعین ہے، اور اس کے بغیر ایمان مکمل نہیں۔ یہ عقیدہ الکافی للکلینی (ج 1، ص 200، دار الکتب الاسلامیۃ، طہران) میں صراحت سے مذکور ہے کہ امامت اصلِ دین ہے اور جس نے اسے نہ مانا وہ کافر ہے۔

عصمتِ ائمہ کا نظریہ: شیعہ امامیہ کا دوسرا عقیدہ یہ ہے کہ ان کے ائمہ معصوم ہیں، یعنی ان سے نہ گناہِ صغیرہ سرزد ہوسکتا ہے اور نہ کبیرہ، حتیٰ کہ سہو ونسیان بھی ممکن نہیں۔ یہ عقیدہ ائمہ کو انبیاء علیہم السلام کے ہم رتبہ بلکہ بعض مقامات پر ان سے افضل قرار دیتا ہے۔ ان کے نزدیک ائمہ علمِ غیب رکھتے ہیں، کائنات پر تصرف کرسکتے ہیں، اور ان کی اطاعت اللہ ورسول ﷺ کی اطاعت کے برابر ہے۔ یہ عقیدہ بحار الانوار للمجلسی (ج 25، ص 161، دار احیاء التراث العربی، بیروت) اور الاعتقادات للصدوق (ص 97، مطبع طہران) میں واضح الفاظ میں مذکور ہے۔

قرآن وسنت کی روشنی میں تجزیہ: 1-قرآن کریم کی نصوص: اللہ تعالیٰ نے ہدایت وضلالت کا معیار صرف وحی کو قرار دیا: "وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ" (النور:54)۔قرآن میں امامتِ معصومہ کا کوئی ذکر نہیں۔جن مقامات پر امام کا لفظ آیا ہے وہ یا تو انبیا علیہم السلام کے لئے آیا ہے (البقرۃ:124) یا ائمہ الہدی وائمۃ الضلال کے لئے (التوبۃ:12، القصص:41)۔ **2-احادیث صحیحہ:** نبی کریم ﷺ نے فرمایا: **لا نبی بعدی** (صحیح البخاری، حدیث:3455)۔یعنی آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں، اور اس سے واضح ہوا کہ نبوت وعصمت کا دروازہ بند ہے۔خلفائے راشدینؓ کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا: **اقتدوا باللذین من بعدی أبی بکر وعمر** (جامع الترمذی، حدیث: 3662)۔اگر امامت وعصمت دین کا بنیادی رکن ہوتا تو اس کا ذکر سب سے پہلے ہونا چاہیے تھا، مگر یہاں خلفائے ثلاثہ کا ذکر نصِ صریح میں آیا۔

تاریخی وفکری پہلو: یہ نظریہ دراصل یہودی ونصرانی افکار سے متاثر ہے۔جیسے عیسائیوں نے پاپائے روم کو معصوم عن الخطا قرار دیا، اسی طرح شیعہ نے ائمہ کو معصوم مان لیا۔اس عقیدہ نے امت کے اندر ایک مستقل گروہ کو جنم دیا جس نے اجماعِ امت اور خلافتِ راشدہ کو رد کر کے دین میں فرقہ واریت کو ہوا دی۔ائمہ اہلِ بیت رضی اللہ عنہم نے کبھی اپنی عصمت یا الوہیت کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ وہ ہمیشہ خود کو اللہ کے عاجز بندے اور رسول ﷺ کے غلام کہتے رہے۔

خلاصہ ونتائج: 1-امامت وعصمت کا نظریہ قرآن وسنت سے ثابت نہیں

بلکہ رافضی مصادر کی اختراع ہے۔2-اس نظریہ کی رو سے ائمہ کو انبیاء سے بھی برتر مقام دیا گیا جو نصوصِ شرعیہ کے خلاف ہے۔3-تاریخی اعتبار سے یہ عقیدہ امتِ مسلمہ میں افتراق اور فتنہ کا بنیادی سبب بنا۔4-اہلِ بیت رضی اللہ عنہم کا منہج اور اہلِ سنت کا اجماع یہ ہے کہ امامت خلافت وشورائیت کے اصول پر قائم ہے، اور عصمت صرف انبیاء علیہم السلام کے ساتھ خاص ہے۔

مصادر ومراجع:1-القرآن الکریم۔2-صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، حدیث:3455۔3-جامع الترمذی، کتاب المناقب، حدیث:3662۔4-الکلینی، الکافی، دار الکتب الإسلامیۃ، طہران، ج 1، ص 200۔5-الصدوق، الاعتقادات، مطبع طہران، ص 97۔6-المجلسی، بحار الانوار، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ج 25، ص 161۔7-ابن تیمیہ، منہاج السنۃ النبویہ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ج 1، ص 20-16۔8-ابن خلدون، المقدمۃ، دار الفکر، بیروت، ص 313-311۔9-ابن حزم، الفصل فی الملل والنحل، مکتبہ الخانجی، قاہرہ، ج 4، ص 185-182۔10-شاہ عبدالعزیز دہلوی، تحفہ اثنا عشریہ، مطبع مجتبائی، دہلی، ص 112-98۔

تقیہ، بداء اور رجعت جیسے عقائد

اسلام کی خالص اور پاکیزہ تعلیمات میں صدق، امانت اور وضوح کو بنیادی

اوصاف قرار دیا گیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ، فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ، وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ (صحیح البخاری، حدیث:6094)۔ لیکن رافضیت کی فکری و اعتقادی تاریخ میں کچھ ایسے عقائد سرایت کر گئے جو نہ صرف اسلامی اصولوں کے خلاف ہیں بلکہ امت مسلمہ کے اتحاد کے لیے بھی سب سے بڑے فتنہ بنے۔ ان میں نمایاں ترین عقائد تقیہ، بداء اور رجعت ہیں۔ یہ تینوں عقائد رافضی فکر کے بنیادی ستون شمار ہوتے ہیں اور ان ہی کی بنیاد پر ان کے اکثر افکار و اعمال کی توجیہہ کی جاتی ہے۔

1-تقیہ کا عقیدہ: تعریف: تقیہ کا مطلب ہے: اپنے عقیدے یا موقف کو چھپانا اور خلافِ اعتقاد بات کہنا تاکہ جانی یا مالی نقصان سے بچا جا سکے۔ **شیعہ مصادر میں تقیہ:** امامیہ رافضہ کے نزدیک تقیہ محض ایک رخصت نہیں بلکہ دین کا جزو ہے۔ کلینی (م329ھ) اپنی کتاب الکافی میں امام جعفر صادق کے حوالے سے لکھتے ہیں: التَّقِيَّةُ دِينِي وَدِينُ آبَائِي (الکافی، ج2،ص217)۔ یعنی تقیہ میرا اور میرے آباؤ اجداد کا دین ہے۔ ان کے نزدیک تقیہ ترک کرنا گناہ کبیرہ ہے اور کئی جگہ اسے ایمان کے مساوی قرار دیا گیا ہے۔ **اسلامی نقطۂ نظر:** اسلام میں جان بچانے کے لیے کفر کا اظہار کرنے کی رخصت تو دی گئی (النحل:106) لیکن اصل مطلوب ثبات وصداقت ہے۔ صحابہ کرامؓ اور تابعین نے ظلم وستم برداشت کیا لیکن دین چھپانے کو شعار نہ بنایا۔ لہٰذا تقیہ کو اصولِ دین قرار دینا قرآن وسنت کی روح کے منافی ہے۔

2-بداء کا عقیدہ: تعریف: بداء کے لغوی معنی ہیں: کسی بات کا ظاہر ہو جانا جو پہلے مخفی تھی۔ لیکن شیعہ امامیہ کے ہاں بداء کا مطلب ہے: اللہ تعالیٰ کو کسی معاملے میں ایسا علم لاحق ہو جائے جو پہلے نہ تھا، اور وہ اپنے فیصلے کو بدل دے۔ **شیعہ مصادر میں بداء:** کلینی نے نقل کیا ہے: مَا بَدَا لِلّٰهِ فِي شَيْءٍ كَمَا بَدَا لَهُ فِي ابْنِي هٰذَا (الکافی، ج1، ص328)۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو میرے بیٹے کے بارے میں ایسا بداء ہوا جیسا کسی اور معاملے میں نہ ہوا۔ یہ عقیدہ دراصل اللہ کی صفتِ علمِ کامل کا انکار ہے، جبکہ قرآن میں ہے: إِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ (الانفال:75)۔ **اسلامی نقطۂ نظر:** اہل سنت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم ازلی وابدی ہے، اس میں کسی قسم کی کمی یا زیادتی ممکن نہیں۔ بداء کا عقیدہ خالصتاً کفر اور اللہ کی تنقیص ہے۔

3-رجعت کا عقیدہ: تعریف: رجعت سے مراد یہ ہے کہ مہدی کے ظہور کے وقت بعض مردے دوبارہ زندہ ہوں گے؛ اہلِ بیت کے حامی غالب آئیں گے اور ان کے دشمن ذلیل ورسوا ہوں گے۔ **شیعہ مصادر میں رجعت:** شیعہ کتب میں امامیہ عقیدہ رجعت کو بنیادی رکن قرار دیا گیا ہے۔ طوسی (م 460ھ) لکھتے ہیں: إِنَّ الرَّجْعَةَ حَقٌّ عِنْدَنَا (تلخیص الشافی، ج3، ص252)۔ یعنی رجعت ہمارے نزدیک برحق ہے۔ ان کے نزدیک خلفائے راشدینؓ اور دیگر صحابہؓ کو دوبارہ زندہ کر کے ان سے انتقام لیا جائے گا، جبکہ اہلِ بیت کو غلبہ دیا جائے گا۔ **اسلامی نقطۂ نظر:** اہل سنت کے نزدیک قیامت سے پہلے مردوں کا زندہ ہونا صرف دو صورتوں میں ممکن ہے: 1-بعض

معجزات انبیاء علیہم السلام میں۔2-صور پھونکے جانے کے بعد عمومی بعث۔اس کے علاوہ دنیا میں دوبارہ زندہ ہونے کا کوئی تصور قرآن وسنت میں نہیں۔رجعت کا عقیدہ دراصل اہل سنت وصحابہ کے خلاف انتقامی سوچ کا اظہار ہے۔

خلاصہ ونتائج:1-تقیہ نے شیعیت میں نفاق اور دوغلے پن کو فروغ دیا،جس سے باہمی اعتماد مجروح ہوا۔2-بداء کا عقیدہ اللہ تعالیٰ کی علم وقدرت کی صریح نفی ہے اور یہ اسلام کے توحیدی عقائد کے منافی ہے۔3-رجعت نے شیعہ فکر کو انتقام پر مبنی بنایا اور امت میں نفرت وعداوت کے بیج بوئے۔4-ان عقائد کی بنیاد نے رافضیت کو ہمیشہ اہل سنت اور اسلام کے صحیح منہج سے دور رکھا۔

مصادر ومراجع:1-القرآن الکریم،سورۃ النحل،106؛سورۃ الانفال،75۔2-صحیح البخاری،کتاب الادب،حدیث:6094۔3-الکافی،محمد بن یعقوب الکلینی، دار الکتب الإسلامیۃ، ج1،ص328؛ ج2،ص217۔ 4-تلخیص الشافی، الشیخ الطّوسی، دار المرتضی، بیروت، ج3،ص252۔ 5-الفرق بین الفرق،عبد القاہر البغدادی، دار المعرفۃ، بیروت،ص30-22۔ 6-مقالات الإسلامیین، ابو الحسن الاشعری،تحقیق:ہلموت ریٹر،دار صادر،بیروت،ج1،ص92-89۔7-منہاج السنۃ النبویۃ، شیخ الاسلام ابن تیمیہ،تحقیق: محمد رشاد سالم، جامعۃ الامام، ریاض، ج1، ص 35-20۔ 8-الملل والنحل، الشہرستانی، دار المعرفۃ، بیروت، ج 1، ص150-146۔

ائمۂ محدثین وفقہاء کی تحریریں

تاریخِ اسلام کے صفحات گواہ ہیں کہ امتِ مسلمہ کو ہر دور میں فکری واعتقادی فتنوں کا سامنا رہا۔ ان فتنوں میں سے ایک بڑا فتنہ رافضیت وتشیع ہے، جس نے نہ صرف دین کے بنیادی عقائد کو مجروح کیا بلکہ امت کے اتحاد کو بھی پارہ پارہ کرنے کی سعی کی۔ اس فتنے کے رد میں جس طبقہ نے سب سے زیادہ علمی وفکری خدمات انجام دیں، وہ ائمۂ محدثین وفقہاء ہیں۔ انہوں نے اپنی تحقیقات، تصانیف اور علمی ذخیرے کے ذریعہ نہ صرف عقائدِ اہل سنت کو مدلل انداز میں پیش کیا بلکہ باطل افکار کی جڑیں کاٹیں اور امت کو راہِ حق پر قائم رکھا۔

ائمۂ محدثین کی خدمات: 1- امام بخاریؒ اور الجامع الصحیح: امام محمد بن اسماعیل البخاریؒ (م 256ھ) نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب الجامع الصحیح میں متعدد مقامات پر رفض کے بطلان کی طرف اشارہ کیا۔ انہوں نے باب: ما جاء فی أصحاب النبی ﷺ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل ذکر کرکے اس حقیقت کو واضح کیا کہ صحابہ پر طعن دراصل دین پر طعن ہے۔ **2- امام مسلمؒ اور صحیح مسلم:** امام مسلمؒ (م 261ھ) نے اپنی کتاب میں کتاب فضائل الصحابہ قائم کرکے، حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور دیگر صحابہ کے فضائل بیان کیے تاکہ امت میں وہ گروہ جوان پاک ہستیوں کی شان گھٹاتا ہے، رسوا ہو جائے۔ **3- امام احمد بن حنبلؒ اور المسند:** امام احمدؒ (م 241ھ) نے اپنی المسند

میں سینکڑوں احادیث صحابہ کرام کے مناقب میں نقل کیں۔ان کی فقہی آراء میں بھی واضح ہے کہ رافضیوں کو اہل بدعت بلکہ بعض مقامات پر زندیق شمار کرتے ہیں۔

4-امام دارقطنی، ابن ماجہ، نسائی اور دیگر محدثین: ائمہ حدیث نے اپنی سنن ومعاجم میں صحابہ کے فضائل اور رافضیوں کے ابطال پر مستقل ابواب باندھے۔ امام نسائیؒ (م303ھ) نے خصائص علی میں حضرت علیؓ کے مناقب جمع کرکے یہ واضح کیا کہ اہل سنت تمام صحابہ کے فضائل کے قائل ہیں، نہ کہ رافضیوں کی طرح بعض کی تکفیر اور بعض کی غلوآمیز تعظیم۔

ائمۂ فقہاء کی خدمات: 1-امام اعظم ابوحنیفہؒ: امام ابوحنیفہؒ (م150ھ) نے رافضیوں کو بدترین اہلِ بدعت میں شمار کیا۔ان کے نزدیک رفض ایک ایسا انحراف ہے جو دین وملت کے بنیادی ڈھانچے کو متزلزل کرتا ہے۔ **2-امام مالکؒ:** امام دارالہجرہ، مالک بن انسؒ (م179ھ) نے فرمایا: جو شخص حضرت ابوبکر وعمرؓ کو برا کہے، اس سے اسلام کا کوئی حصہ نہیں (الشفا للقاضی عیاض، 2/286)۔ **3- امام شافعیؒ:** امام شافعیؒ (م204ھ) نے اہل بیت کی محبت کو ایمان کا جزو قرار دیا، لیکن اس کے ساتھ ہی فرمایا: اگر رفض محبتِ آل محمد کا نام ہے، تو گواہ رہو کہ میں سب سے بڑا رافضی ہوں (دیوان الشافعی، ص88)۔یعنی حقیقی محبت آل بیت اعتدال کے ساتھ ہے، غلو اور صحابہ کی تکفیر کے ساتھ نہیں۔ **4-امام احمد بن حنبلؒ:** امام احمدؒ نے رافضیوں کے بارے میں فرمایا: جو شخص حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ یا حضرت عائشہؓ کو برا کہے، وہ زندیق ہے (السنۃ للخلال، 2/557)۔

متاخرین علماء کی تصانیف: ائمہ متاخرین میں ابن تیمیہؒ کی منہاج السنۃ النبویۃ، امام ذہبیؒ کی میزان الاعتدال اور حافظ ابن حجرؒ کی الصواعق المحرقۃ اس باب میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہیں۔ان میں نہ صرف رافضیت کا علمی وتحقیقی رد موجود ہے بلکہ اہل سنت کے عقائد کو مدلل طور پر واضح کیا گیا ہے۔

خلاصہ ونتائج: 1-ائمۂ محدثین وفقہاء نے رفض وتشیع کے باطل نظریات کے خلاف ہمیشہ قلمی وعلمی جہاد کیا۔2-ان کی تصانیف میں صحابہ کرام واہل بیت کی محبت، اعتدال اور اہل سنت کا منہج نمایاں طور پر موجود ہے۔3-ان حضرات نے واضح کیا کہ صحابہ کرام پر طعن دراصل قرآن وسنت پر طعن ہے۔4-ائمۂ اربعہ اور محدثین کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ رافضیت کو اسلام کے مزاج سے کوئی مناسبت نہیں۔ 5-بعد کے علماء نے بھی اس منہج کو برقرار رکھتے ہوئے مدلل ردود تحریر کیے۔

مصادر ومراجع: 1-الجامع الصحیح، امام بخاری، تحقیق: محمد زبیر صدیقی، دار طوق النجاۃ، بیروت، 1422ھ، ج5، ص7۔2-صحیح مسلم، امام مسلم، تحقیق: محمد فؤاد عبدالباقی، داراحیاء التراث العربی، بیروت، 1374ھ، ج7، ص120۔3-المسند، امام احمد بن حنبل، تحقیق: احمد شاکر، دارالحدیث، قاہرہ، 1995ء، ج3، ص144۔ 4-الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ، قاضی عیاض، دارالکتب العلمیہ، بیروت، 1986ء، ج2، ص286۔ 5-دیوان الامام الشافعی، تحقیق: احمد شاکر، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1986ء، ص88۔6-السنۃ، امام الخلال، دارالرایۃ، ریاض، 1989ء، ج

2،ص 557۔ 7-منہاج السنۃ النبویۃ، شیخ الاسلام ابن تیمیہ، تحقیق: محمد رشاد سالم، جامعۃ الامام، ریاض، 1406ھ، ج1،ص 37۔8-میزان الاعتدال، امام ذہبی، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1995ء، ج1،ص 47۔9-الصواعق المحرقۃ، حافظ ابن حجر الہیتمی، مکتبہ قاہرہ، 1997ء،ص72۔

منہاج السنۃ (ابن تیمیہؒ) اور الصواعق المحرقۃ (ابن حجر الہیثمیؒ) کا تجزیہ

اسلامی تاریخ میں روافض کا فتنہ سب سے زیادہ شدید اور دیرپا فتنوں میں سے ہے۔اس فتنے نے نہ صرف عقائدِ اسلامیہ کو چیلنج کیا بلکہ امت کے اتحاد کو بھی پارہ پارہ کیا۔ اہل سنت کے جلیل القدر علماء نے اس فتنے کا علمی رد فرمایا، جن میں دو عظیم الشان تصانیف منہاج السنۃ النبویۃ (ابن تیمیہؒ) اور الصواعق المحرقۃ (ابن حجر الہیثمیؒ) ہیں۔ یہ دونوں کتب علمی استدلال اور مدلل ردود کی شاہکار ہیں۔اول الذکر زیادہ عقلی ومناظرانہ انداز میں ہے، جبکہ ثانی الذکر زیادہ خطیبانہ اور اہل سنتی محبت وغیرت کا مظہر ہے۔

منہاج السنۃ: شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کا علمی شاہکار: پس منظر: ابن تیمیہؒ 661)ھ 728ھ) کے دور میں تشیع کے بڑے امام ابن مطہر حلی (م 726ھ) نے اپنی کتاب منہاج الکرامۃ فی اثبات الامامۃ میں نظریۂ امامت کو ثابت کرنے کی کوشش کی۔اس کے جواب میں ابن تیمیہؒ نے اپنی مشہور کتاب منہاج السنۃ النبویۃ فی نقض

کلام الشیعۃ والقدریۃ تحریر کی۔

اسلوب اور منہج: عقلی استدلال: ابن تیمیہؒ نے رافضی دلائل کو محض نقلی رد نہیں کیا بلکہ عقلی اور منطقی اصولوں سے ان کا بطلان کیا۔ **نقلی شواہد:** قرآن وحدیث کی نصوص اور اقوالِ سلف کو بنیاد بنایا۔ **مناظرانہ رنگ:** چونکہ یہ کتاب ایک مخصوص رافضی مصنف کے رد میں تھی، لہٰذا مناظرانہ اسلوب نمایاں ہے۔ **اعتدال:** اگرچہ شدید رد ہے، لیکن ساتھ ہی اہل بیت کی محبت اور فضائل کا اثبات بھی ملتا ہے۔

اہم مباحث: 1- امامت وخلافت کا مسئلہ: اہل سنت کے نزدیک شوریٰ کے اصول پر۔ 2- صحابہ کرامؓ کی عدالت وفضیلت۔ 3- شیعہ مصادر کی غیر معتبریت اور تضاد۔ 4- امامت کے غلو آمیز نظریے کی تردید۔

الصواعق المحرقۃ: حافظ ابن حجر الہیثمیؒ کی غیرتِ ایمانی کا مظہر: پس منظر: حافظ ابن حجر الہیثمیؒ (909ھ 974ھ) اپنے دور کے عظیم فقیہ، محدث اور شافعی عالم تھے۔ اس دور میں رافضیت کی دعوت مختلف علاقوں میں پھیل رہی تھی۔ انہوں نے اس کا رد کرتے ہوئے الصواعق المحرقۃ علی اھل الرفض والضلال والزندقۃ تصنیف کی۔

اسلوب اور منہج: واعظانہ وخطیبانہ رنگ: ان کی تحریر میں سوز وگداز اور غیرتِ دینی جھلکتی ہے۔ **نقلی دلائل کی کثرت:** قرآن کریم، احادیث صحیحہ اور اقوالِ سلف کو بکثرت ذکر کیا۔ **محبتِ اہل بیت کا اثبات:** انہوں نے نہ صرف صحابہ کے فضائل بلکہ اہل بیت کی عظمت کو بھی نمایاں کیا۔ **رفضاء کی تردید:** ان کے عقائد کو بدعت وضلالت قرار دیا۔

اہم مباحث: 1-خلفائے ثلاثہ کے فضائل اور ان پر طعن کی مذمت۔ 2-حضرت علیؓ کے مناقب اور ان کی خلافت کی حقیقت۔ 3-اہل بیت وصحابہ کی محبت کا توازن۔ 4-رافضیت کو زندقہ اور امت کے لئے فتنہ قرار دینا۔

تقابلی تجزیہ: منہاج السنۃ: عقلی ومنطقی مناظراتی رد۔ **الصواعق المحرقۃ:** زیادہ خطیبانہ، نصوص اور تاریخی واقعات پر مشتمل۔ ابن تیمیہؒ نے اصولی وفلسفیانہ بنیادوں کو ہدف بنایا، جبکہ ابن حجر الہیثمیؒ نے عوام وخواص کے لئے وعظانہ اور نصوصی انداز اپنایا۔ دونوں کتب میں مشترک نکتہ یہ ہے کہ انہوں نے روافض کے باطل نظریات کو کھول کر بیان کیا اور اہل سنت کے منہج کو مضبوطی سے واضح کیا۔

خلاصہ ونتائج: 1-منہاج السنۃ اور الصواعق المحرقۃ اہل سنت کے علمی سرمایہ میں دو بنیادی ستون کی حیثیت رکھتی ہیں۔ 2-ابن تیمیہؒ نے مناظرانہ وعقلی بنیادوں پر رافضی دلائل کی جڑ کاٹی۔ 3-ابن حجر الہیثمیؒ نے عامۃ المسلمین اور علماء کے لئے ایک جامع ودلنشین رد پیش کیا۔ 4-دونوں نے واضح کیا کہ رافضیت کے عقائد امت کے اجماعی عقائد کے خلاف ہیں۔ 5-اہل سنت کا منہج: صحابہ واہل بیت سب کی محبت، مگر اعتدال کے ساتھ۔

مصادر ومراجع: 1-القرآن الکریم، سورۃ الحجرات، 49:10۔ 2-صحیح بخاری، امام بخاری، دار طوق النجاۃ، بیروت، 1422ھ، ج 5، ص 7۔ 3-صحیح مسلم، امام مسلم، دار احیاء التراث العربی، بیروت، 1374ھ، ج 7، ص 120۔ 4-منہاج

السنۃ النبویۃ فی نقض کلام الشیعۃ والقدریۃ، شیخ الاسلام ابن تیمیہ، تحقیق: محمد رشاد سالم، جامعۃ الامام، ریاض، 1406ھ، ج 1، ص 37۔5-الصواعق المحرقۃ علی اہل الرفض والضلال والزندقۃ، حافظ ابن حجر الہیثمی، مکتبہ قاہرہ، 1997ء، ص 72۔6-الشفا، قاضی عیاض، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1986ء، ج 2، ص 286۔7-السنۃ، امام الخلال، دار الرایۃ، ریاض، 1989ء، ج 2، ص 557۔8-میزان الاعتدال، امام ذہبی، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1995ء، ج 1، ص 47۔

برصغیر میں اہل سنت کی جدوجہد

(شاہ عبدالعزیزؒ، علامہ انور شاہ کشمیریؒ، مولانا محمود حسنؒ دیوبندی)

برصغیر کی دینی وعلمی تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ یہاں ہر دور میں اہل سنت نے فتنوں کے خلاف ڈٹ کر علمی وفکری جہاد کیا۔ برصغیر میں روافض واہل تشیع کا فتنہ مختلف شکلوں میں پھیلتا رہا، مگر اللہ تعالیٰ نے ایسے جلیل القدر علماء پیدا فرمائے جنہوں نے اپنی تصانیف، خطبات اور تدریس کے ذریعے اہل سنت کے موقف کو واضح کیا اور باطل افکار کا تعاقب کیا۔ ان میں سرفہرست شاہ عبدالعزیز دہلویؒ، علامہ انور شاہ کشمیریؒ اور شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ ہیں۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ: (1746-1824ء/ 1159-1239ھ):

علمی مقام: شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے فرزند ارجمند، برصغیر کے عظیم محدث وفقیہ تھے۔ انہوں نے اپنے والد کی علمی و اصلاحی تحریک کو آگے بڑھایا۔ **روافض کے خلاف جدوجہد:** شاہ عبدالعزیزؒ نے اپنے وقت میں شیعہ فتنہ کی جڑ کاٹنے کے لئے متعدد رسائل تصنیف کیے۔ ان کی مشہور تصنیف تحفہ اثنا عشریہ (اردو ترجمہ: ملا حق نواز جھنجھانوی) شیعہ عقائد ودلائل کا علمی ومدلل رد ہے۔اس کتاب میں انہوں نے قرآن وسنت، تاریخ اور عقل کی روشنی میں یہ ثابت کیا کہ شیعہ عقائد اسلام کے بنیادی مزاج کے منافی ہیں۔انہوں نے واضح کیا کہ خلفائے ثلاثہؓ کی خلافت شرعی واجماعی ہے، ان پر طعن دین پر طعن ہے۔ **اثرات:** یہ کتاب آج تک برصغیر میں اہل سنت کی فکری اساس سمجھی جاتی ہے اور رافضیت کے خلاف ایک دائمی حجت ہے۔

علامہ انور شاہ کشمیریؒ (1875-1933ء/ 1292-1352ھ): علمی مقام: دارالعلوم دیوبند کے عظیم محدث وفقیہ، شیخ الہند کے تلمیذِ رشید اور برصغیر کے علمی افق پر ایک آفتابِ درخشاں۔ **روافض پر علمی رد:** انور شاہ کشمیریؒ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب التصریح بما تواتر فی نزول المسیح اور دیگر شروحات میں متعدد مقامات پر تشیع کے ابطال کو بیان فرمایا۔انہوں نے درسِ حدیث میں واضح طور پر فرمایا کہ رافضیت کا سب سے بڑا جرم سبّ صحابہ ہے جو ایمان کے منافی ہے۔ان کی علمی مجالس میں اکثر اہل سنت کے متوازن منہج کو نمایاں کیا جا تا کہ تمام صحابہ اور اہل بیت کی محبت وعظمت۔ **اثرات:** انور شاہ کشمیریؒ کی علمی طاقت نے روافض کی فکری بنیادوں کو ہلا کر رکھ دیا۔ان کے شاگردوں نے بعد میں اس موضوع پر مستقل تصانیف لکھیں، جیسے مولانا یوسف بنوریؒ وغیرہ۔

مولانا محمود حسنؒ دیوبندی (1851-1920ء/ 1268-1339ھ): علمی مقام: شیخ الہند کے لقب سے مشہور، برصغیر کے عظیم محدث، مجاہدِ آزادی اور دارالعلوم دیوبند کے صدر مدرس۔ **روافض کے خلاف موقف:** مولانا محمود حسن دیوبندی نے اپنے خطبات و دروس میں واضح طور پر شیعہ عقائد کو اسلام کے اجماعی عقائد سے متصادم قرار دیا۔ ان کے نزدیک شیعہ کا سب سے بڑا انحراف صحابہ پر طعن اور امامت کے غلو آمیز نظریے پر اصرار تھا۔ انہوں نے اپنے شاگردوں کو ہمیشہ وصیت کی کہ اہل سنت کے منہج پر ڈٹے رہیں اور کسی باطل فرقہ کی نقالی نہ کریں۔ **اثرات:** ان کی تربیت سے ایک ایسی جماعت تیار ہوئی جس نے بعد میں علمی و سیاسی میدانوں میں روافض کے مقابلے میں امت کی صحیح رہنمائی کی۔

خلاصہ و نتائج: 1- برصغیر میں اہل سنت کی جدوجہد نے روافض و شیعہ کے فتنوں کا ہمیشہ کامیاب مقابلہ کیا۔ 2- شاہ عبدالعزیزؒ کی تحفہ اثنا عشریہ آج بھی علمی ردود کا محور ہے۔ 3- انور شاہ کشمیریؒ نے اپنی دروس و تصانیف سے علمی سطح پر تشیع کی جڑیں کاٹیں۔ 4- مولانا محمود حسنؒ دیوبندی نے عملی میدان میں اپنے شاگردوں کے ذریعے ایک ایسی نسل تیار کی جو علمی و سیاسی دونوں محاذوں پر باطل فرقوں کے خلاف ڈٹی رہی۔ 5- ان تینوں اکابر کی جدوجہد یہ ثابت کرتی ہے کہ اہل سنت کا منہج ہمیشہ اعتدال، صحابہ و اہل بیت سب کی محبت اور روافض کے افراط و تفریط سے اجتناب رہا ہے۔

مصادر و مراجع: 1- القرآن الکریم، سورۃ الحجرات، 49:10۔ 2- صحیح بخاری، امام بخاری، دار طوق النجاۃ، بیروت، 1422ھ، ج 5، ص 7۔ 3- صحیح مسلم،

امام مسلم، دار احیاء التراث العربی، بیروت، 1374ھ، ج 7، ص 120۔ 4- تحفہ اثنا عشریہ، شاہ عبدالعزیز دہلوی، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، 1984ء، ج 1، ص 15۔ 5- فتاویٰ عزیزیہ، شاہ عبدالعزیز دہلوی، مطبع نولکشور، لکھنؤ، 1890ء، ج 2، ص 233۔ 6- فیض الباری شرح صحیح البخاری، علامہ انور شاہ کشمیری، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، 1985ء، ج 1، ص 342۔ 7- التصریح بما تواتر فی نزول المسیح، علامہ انور شاہ کشمیری، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1971ء، ص 56۔ 8- خطبات شیخ الہند، مولانا محمود حسن، دیوبندی مکتبہ دار العلوم، دیوبند، 1965ء، ص 88۔ 9- تذکرہ علمائے دیوبند، عاشق الٰہی میرٹھی، مکتبہ قدوسیہ، لاہور، 1986ء، ج 1، ص 144۔

معاصر دور میں علماء کے ردود

(علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ، محبّ الدین الخطیبؒ وغیرہ)

اسلامی تاریخ میں ہر دور میں ایسے مجاہدینِ علم وقلم پیدا ہوئے جنہوں نے دینِ حق کا پرچم بلند کیا اور باطل فرقوں کے افکار کا علمی رد کیا۔ عصرِ حاضر میں جہاں ایک طرف جدیدیت، الحاد اور لادینیت کے فتنے سر اٹھا رہے تھے، وہیں رافضیت وتشیع نے بھی اپنی فکری یلغار کو تیز کیا۔ ایسے نازک وقت میں اللہ تعالیٰ نے امت کو ایسے جری علماء سے نوازا جنہوں نے قلم وبیان کے ذریعے روافض کے باطل افکار کا پردہ چاک کیا۔ ان میں علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ، محبّ الدین الخطیبؒ اور دیگر معاصر علماء نمایاں ہیں۔

علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ (1945-1987ء): علمی مقام: پاکستان کے عظیم محقق، مناظر اور خطیب۔ ان کی زندگی قلیل مگر کارنامے بے مثال ہیں۔ انہوں نے تشیع اور دیگر باطل فرقوں کے رد میں گراں قدر تصانیف چھوڑی ہیں۔ **تصانیف: الشیعۃ والسنۃ:** اس کتاب میں انہوں نے قرآن، حدیث، تاریخ اور شیعہ مصادر کی روشنی میں شیعہ عقائد کی تردید کی۔ **الشیعۃ واہل البیت:** اس میں ثابت کیا کہ شیعہ دراصل اہل بیت کے نہیں بلکہ ان کے دشمن ہیں کیونکہ انہوں نے ان کو ہتھیار بنایا۔ **الشیعۃ والقرآن:** اس میں بیان کیا کہ شیعہ کے عقائد قرآن مجید کے نصوص سے متصادم ہیں۔ **اسلوب:** دلائل کی کثرت اور استنادی قوت۔ شیعہ کتب سے براہِ راست حوالہ جات۔ عوامی وخطیبانہ رنگ، تاکہ عام مسلمانوں کو بھی حقیقت آشکار ہو۔ **اثرات:** ان کی کتب آج بھی دنیا بھر میں رافضیت کے رد میں بنیادی مراجع سمجھی جاتی ہیں۔ وہ اپنی زندگی میں شیعہ مناظروں میں حق کا پرچم بلند کرتے رہے اور اسی راہ میں شہادت پائی۔

محبّ الدین الخطیبؒ (1886-1969ء): علمی مقام: مصر کے مشہور محقق، ادیب اور صحافی۔ وہ المکتبۃ السّلفیہ قاہرہ کے بانیوں میں سے تھے اور عالم عرب میں رافضیت کے سب سے بڑے ناقدین میں شمار ہوتے ہیں۔ **تصانیف: الخطوط العریضۃ للاساس الذی قام علیہ دین الشیعۃ الاثنا عشریۃ:** یہ کتاب رافضیت کے بنیادی عقائد کا تحقیقی و مدلل رد ہے۔ **المؤامرۃ علی الإسلام:** اس میں انہوں نے واضح کیا کہ کس طرح رافضیت اسلام دشمن طاقتوں کی آلہ کار رہی۔ **اسلوب:** تحقیقی و

معروضی انداز۔ تاریخی تجزیہ اور دستاویزی شہادتوں سے استدلال۔ اہل سنت کے متوازن منہج کو اجاگر کرنا۔ **اثرات:** ان کی تصانیف نے عرب دنیا میں رافضیت کی حقیقت کو بے نقاب کیا اور عامۃ المسلمین میں بیداری پیدا کی۔

دیگر معاصر علماء کی خدمات: شیخ محمود شلتوت (شیخ الازہر): اگرچہ انہوں نے بعض مواقع پر تقریب کی کوشش کی، لیکن ان کے بعد آنے والے علماء نے واضح کیا کہ شیعہ وسنی عقائد کا بنیادی اختلاف ناقابلِ نظر انداز ہے۔ **ڈاکٹر ناصر الدین البانیؒ:** انہوں نے کئی مواقع پر رافضیت کے باطل نظریات پر تنبیہ کی۔ **مولانا محمد منظور نعمانیؒ (ہند):** ان کی کتاب ایران میں اسلامی انقلاب نے شیعہ انقلاب کے حقیقی چہرے کو بے نقاب کیا۔ **شیخ ابوبکر الجزائریؒ (مدینہ منورہ):** اپنی کتاب عقیدۃ المؤمن میں رافضی عقائد کو صریح بدعت قرار دیا۔

خلاصہ ونتائج: 1- معاصر دور میں رافضیت نے سیاسی وفکری یلغار کی، مگر اللہ نے ایسے علماء پیدا فرمائے جنہوں نے علمی وتحقیقی بنیادوں پر اس کا رد کیا۔ 2- علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ نے اپنی تصانیف کے ذریعے برصغیر اور عالم اسلام میں ایک نئی فکری بیداری پیدا کی۔ 3- محبّ الدین الخطیبؒ نے عرب دنیا میں رافضیت کے خفیہ اور سیاسی پہلوؤں کو بے نقاب کیا۔ 4- دیگر معاصر علماء نے اپنی اپنی زبان اور انداز میں امت کو اس فتنے سے آگاہ کیا۔ 5- یہ خدمات اس بات کی دلیل ہیں کہ اہل سنت کا منہج ہر دور میں زندہ ہے اور فتنوں کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

مصادر و مراجع: 1- القرآن الکریم، سورۃ الحجرات، 49:10۔ 2- صحیح

بخاری، امام بخاری، دار طوق النجاۃ، بیروت، 1422ھ، ج 5، ص 7۔3-صحیح مسلم، امام مسلم، دار احیاء التراث العربی، بیروت، 1374ھ، ج 7، ص 120۔4-الشیعۃ والسنۃ، علامہ احسان الٰہی ظہیر، المکتبۃ السلفیۃ، لاہور، 1983ء، ص 45۔5-الشیعۃ و القرآن، علامہ احسان الٰہی ظہیر، المکتبۃ السلفیۃ، لاہور، 1985ء، ص 72۔6-الخطوط العریضۃ للاساس الذی قام علیہ دین الشیعۃ الاثنا عشریۃ، محبّ الدین الخطیب، المکتبۃ السلفیۃ، قاہرہ، 1958ء، ص 12۔7-المؤامرۃ علی الإسلام، محبّ الدین الخطیب، دار الفکر العربی، قاہرہ، 1960ء، ص 88۔8-ایران میں اسلامی انقلاب، مولانا محمد منظور نعمانی، مکتبہ الفرقان، لکھنؤ، 1980ء، ص 144۔9-عقیدۃ المؤمن، شیخ ابوبکر الجزائری، مکتبہ العلوم والحکم، مدینہ منورہ، 1976ء، ص 233۔

انقلابِ ایران اور برصغیر میں اثرات

اسلام کی تاریخ میں فتنوں اور انحرافات نے ہمیشہ امتِ مسلمہ کے اتحاد، فکری و اعتقادی استحکام اور عملی زندگی پر گہرے اثرات ڈالے ہیں۔ عصرِ حاضر میں سب سے بڑا فتنہ جس نے عالمی سطح پر اپنی موجودگی درج کرائی، وہ 1979ء میں ایران کے اندر آیت اللہ خمینی کی قیادت میں آنے والا شیعی انقلاب ہے۔ اس انقلاب نے صرف ایران تک خود کو محدود نہ رکھا، بلکہ برصغیر، مشرقِ وسطیٰ، افریقہ اور مغرب تک اپنے اثرات پھیلائے۔ برصغیر جیسی حساس اور فکری طور پر زرخیز زمین پر اس کے

اثرات نہایت خطرناک اور دوررس ثابت ہوئے۔

انقلابِ ایران کا پس منظر: ایران میں پہلوی بادشاہت کے خاتمے اور آیت اللہ خمینی کے زیرِ قیادت ایک شیعی ریاست کے قیام نے پوری دنیا کے سامنے مذہبی لبادے میں ایک انقلابی ماڈل پیش کیا۔ اس انقلاب کا نعرہ مستضعفین اور مستکبرین کی جدوجہد، اور اسلامی نظام کے قیام پر مبنی تھا، لیکن اس کا عملی ڈھانچہ اثنا عشری تشیع کے مسلکی عقائد پر قائم ہوا۔ چنانچہ انقلاب کا اثر صرف سیاسی نہ تھا بلکہ ایک واضح مذہبی و اعتقادی ایجنڈا بھی اس میں شامل تھا۔

برصغیر میں انقلابِ ایران کے اثرات: انقلابِ ایران کے بعد برصغیر کے علمی، فکری اور سیاسی حلقوں میں مختلف النوع اثرات مرتب ہوئے: **1-اہلِ تشیع کا حوصلہ اور سرگرمی:** انقلاب کے بعد برصغیر میں شیعہ تنظیموں نے اپنی سرگرمیوں میں بے پناہ اضافہ کیا۔ ایران کی مالی، فکری اور تربیتی پشت پناہی نے انہیں ایک منظّم لابی کی صورت دے دی۔ ان کے مدارس، اشاعتی ادارے اور عزاداری کی تقاریب میں نئے جوش کے ساتھ اضافہ ہوا۔ **2-اہلِ سنت کی فکری آزمائش:** نوجوان طبقے میں انقلاب اور اسلامی نظام جیسے خوشنما نعروں کے باعث ایک حد تک کشش پیدا ہوئی، جسے بعض سادہ لوح اہلِ سنت افراد نے بھی اپنانے کی کوشش کی۔ اس سے فکری التباس اور مسلکی دھوکہ پھیلا۔ **3-سیاسی جماعتوں پر اثرات:** برصغیر کی بعض مذہبی و سیاسی جماعتوں نے ابتدا میں اسے اسلامی انقلاب سمجھ کر خیر مقدم کیا، مگر جلد ہی حقیقت

آشکار ہوئی کہ یہ دراصل اثنا عشری تشیع کا فروغ ہے، نہ کہ امتِ مسلمہ کا متفقہ نظام۔

4-علمی واشاعتی سرگرمیاں: ایران سے شائع ہونے والے لٹریچر (ترجمہ شدہ کتب، رسائل، تاریخی مواد) کو بڑے پیمانے پر برصغیر میں تقسیم کیا گیا، جس نے علمی محفلوں میں شیعی فکر کے اثرات کو بڑھایا۔ **5-فرقہ واریت میں شدت:** انقلاب کے بعد جہاں شیعہ کمیونٹی نے اپنی طاقت بڑھائی، وہاں اہلِ سنت و اہلِ تشیع کے درمیان مناظرات، تحریری و تقریری ردود اور فرقہ وارانہ کشمکش میں اضافہ ہوا۔ پاکستان، بھارت اور بنگلہ دیش میں اس کی جھلک واضح دیکھی گئی۔

اہلِ سنت کے علمی وفکری ردود: اہلِ سنت کے علماء ومحققین نے انقلابِ ایران کے اثرات کو محض سیاسی انقلاب سمجھنے کے بجائے اس کے مسلکی اور اعتقادی پہلو کو واضح کیا اور علمی ردود پیش کیے: علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ نے اپنی کتب کے ذریعہ انقلاب کے حقیقی چہرے کو بے نقاب کیا اور بتایا کہ یہ اسلامی انقلاب نہیں بلکہ شیعی انقلاب ہے۔ مولانا سرفراز خان صفدرؒ اور مولانا یوسف بنوریؒ جیسے علماء نے برصغیر کے اہلِ سنت کو خبردار کیا کہ اس تحریک کے خوشنما نعروں کے پیچھے گمراہ کن عقائد کارفرما ہیں۔ معاصر محققین نے واضح کیا کہ ایران میں خلافتِ راشدہ، صحابۂ کرامؓ اور ازواجِ مطہراتؓ کے خلاف جو ادبیات اور تقریبات جاری رہیں، وہ انقلاب کے دعوے کو اسلامی وحدت سے متصادم ثابت کرتی ہیں۔

عصرِ حاضر میں خطرات: انقلابِ ایران کے برصغیر پر اثرات آج بھی محسوس

کیے جا سکتے ہیں: شیعی لٹریچر اور میڈیا کے ذریعہ ذہنوں میں تشیع کی نرم اور رومانوی تصویر ابھاری جا رہی ہے۔ یونیورسٹیوں اور علمی اداروں میں انقلابِ ایران پر ہمدردانہ ریسرچ کے نام پر شیعی فکر کو فروغ دیا جا رہا ہے۔ سیاسی میدان میں بھی ایران نواز لابیز سرگرم عمل ہیں۔

خلاصہ و نتائج: 1- انقلابِ ایران کا دعویٰ عالمی اسلامی بیداری کا تھا، لیکن حقیقت میں یہ اثنا عشری تشیع کا سیاسی و مذہبی ماڈل تھا۔ 2- برصغیر میں اس نے اہلِ تشیع کو منظّم اور سرگرم بنایا، جب کہ اہلِ سنت میں فکری انتشار اور سیاسی دھوکہ پیدا کیا۔ 3- اہلِ سنت علماء نے بروقت علمی ردود اور تحقیقی کتب کے ذریعہ امت کو متنبہ کیا۔ 4- آج بھی اہلِ سنت پر لازم ہے کہ وہ شیعی پروپیگنڈے کے علمی و فکری رد کا سلسلہ جاری رکھیں اور نوجوان نسل کو گمراہی سے بچائیں۔

مصادر و مراجع: 1- القرآن الکریم۔ 2- صحیح البخاری، صحیح مسلم۔ 3- ابن تیمیہ، منہاج السنۃ النبویۃ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ج 1، ص 45۔ 4- ابن حجر ہیتمی، الصواعق المحرقۃ، مکتبۃ القاہرہ، ج 2، ص 211۔ 5- احسان الٰہی ظہیر، الشیعۃ والسنۃ، مکتبہ اسلامیہ، لاہور، 1983ء، ص 120-59۔ 6- مولانا سرفراز خان صفدر، ایران کا نام نہاد اسلامی انقلاب، مکتبہ قدوسیہ، لاہور، 1981ء، ص 85-15۔ 7- محبّ الدین الخطیب، الخطوط العریضۃ، مکتبہ السّلفیہ، قاہرہ، ص 75-33۔ 8- سید ابوالحسن ندوی، تاریخ دعوت و عزیمت، ندوۃ العلماء لکھنؤ، ج 5، ص 240-202۔

عصرِ حاضر میں شیعیت کے اثرات وخطرات

(دعوتی، سیاسی اور معاشرتی پہلو)

شیعیت اور رافضیت کا فتنہ اپنی پیدائش سے آج تک مختلف ادوار میں امتِ مسلمہ کے لیے فکری، اعتقادی، اور سیاسی چیلنج بنا رہا ہے۔ اگرچہ تاریخ کے ابتدائی صدیوں میں یہ زیادہ تر فکری اور عقیدتی سطح پر محدود رہا، لیکن عصرِ حاضر میں اس نے دعوتی، سیاسی اور معاشرتی جہات میں بھی گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ خصوصاً انقلابِ ایران کے بعد اس کی دعوتی سرگرمیوں اور سیاسی عزائم نے مسلم دنیا میں نئے سوالات اور نئے خطرات کو جنم دیا۔ اس مضمون میں ان تینوں پہلوؤں پر تفصیلی روشنی ڈالی جائے گی۔

1-دعوتی پہلو: شیعیت کی دعوتی پالیسی ہمیشہ سے عوامی سطح پر اہلِ بیت کی محبت اور ان کے فضائل کے عنوان سے رہی ہے۔ اس حکمتِ عملی کے تحت: اہلِ بیت کی محبت کو بنیاد بنا کر عام مسلمانوں کے جذبات کو اپیل کیا جاتا ہے۔ چونکہ محبتِ اہلِ بیت ہر مسلمان کے ایمان کا لازمی حصہ ہے، اس لیے رافضی اس جذبہ کو اپنے مخصوص عقائد اور غلو پر مبنی تعلیمات کی طرف موڑنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تبلیغی مواد میں قرآن وسنت کی من مانی تاویلات، اہلِ بیت کے واقعات کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنا، اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی تنقیص شامل ہے۔ برصغیر اور دیگر خطوں میں ماتمی جلوس، نوحہ خوانی اور تعزیہ داری کو عوامی سطح پر اپنے عقائد کے فروغ کا ذریعہ بنایا گیا۔ یہ سب دعوتی سرگرمیاں امت کے درمیان

غلط فہمی، تفرقہ اور اہلِ سنت کے عقائد پر شبہات ڈالنے کا ذریعہ بنیں۔

2-سیاسی پہلو: معاصر دور میں شیعیت کا سب سے نمایاں پہلو اس کا سیاسی کردار ہے: ایران کا انقلاب شیعیت کے لیے عملی سیاسی ماڈل بن گیا، جس نے نہ صرف ایران بلکہ لبنان، عراق، شام اور یمن جیسے ممالک میں شیعہ تحریکات کو جلا بخشی۔ ''ولایتِ فقیہ'' کے نظریہ کو عالمِ اسلام پر مسلط کرنے کی کوشش کی گئی، جس کے نتیجہ میں اہلِ سنت کے اکثریتی ممالک میں فکری تصادم اور سیاسی عدمِ استحکام پیدا ہوا۔ شیعی قیادت نے ''امتِ مسلمہ کی وحدت'' کے نعرے کے ساتھ دراصل اپنی بالادستی اور تسلط کو مقصد بنایا۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کے مختلف خطوں میں اہلِ سنت کو سیاسی طور پر کمزور کرنے اور شیعی اثر کو بڑھانے کی مسلسل کاوشیں جاری ہیں۔

3-معاشرتی پہلو: شیعیت نے معاشرتی سطح پر بھی مسلم معاشروں پر اثر ڈالا: رسومات اور بدعات مثلاً تعزیہ داری، شبیہ کعبہ، ماتمی جلوس اور مخصوص ایام میں سوگ کی محافل، معاشرتی زندگی میں سرایت کر گئیں، جنہوں نے توحید اور سنت کے اصل شعور کو کمزور کیا۔ بعض خطوں میں اہلِ سنت اور اہلِ تشیع کے درمیان معاشرتی تصادم نے خونی فسادات کو جنم دیا، جس سے امت کی قوت پارہ پارہ ہوئی۔ شیعی پروپیگنڈا مشینری نے تعلیمی اداروں، میڈیا اور سماجی تنظیموں کو استعمال کرتے ہوئے اپنے عقائد کی اشاعت کی، جس سے عوامی سطح پر فکری الجھنیں پیدا ہوئیں۔

خلاصہ ونتائج: شیعیت نے دعوتی میدان میں اہلِ بیت کی محبت کو استعمال کر کے اپنے باطل عقائد پھیلانے کی کوشش کی۔ سیاسی میدان میں انقلابِ ایران

کے بعد ''ولایتِ فقیہ'' کے تصور کو عالمی سطح پر نافذ کرنے کی جدوجہد کی گئی، جس نے امت کے اتحاد کو مزید نقصان پہنچایا۔ معاشرتی میدان میں رافضیت نے بدعات و خرافات کو عام کر کے توحید وسنت کی بنیادوں کو کمزور کیا اور امت کے درمیان فتنہ وفساد کو ہوا دی۔ اہلِ سنت کا منہج ہمیشہ یہ رہا کہ محبتِ اہلِ بیت کو عقیدۂ صحابہ اور اتباعِ سنت کے ساتھ جوڑ کر پیش کیا جائے اور امت کو تفرقہ سے بچایا جائے۔

مصادر ومراجع: 1-القرآن الکریم۔ 2-صحیح البخاری، صحیح مسلم۔ 3-ابن تیمیہ، منہاج السنۃ النبویۃ، مکتبۃ المعارف، ریاض، ج 1، ص 45۔ 4-ابن حجر ہیثمی، الصواعق المحرقۃ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ج 2، ص 233۔ 5-شاہ عبدالعزیز دہلوی، تحفہ اثنا عشریہ، مطبع مجتبائی، دہلی، ص 112۔ 6-انور شاہ کشمیری، فیض الباری علی صحیح البخاری، ادارۃ المعارف، دیوبند، ج 4، ص 567۔ 7-علامہ احسان الٰہی ظہیر، الشیعہ والسنۃ، مکتبہ دار السلام، لاہور، ص 89۔ 8-محبّ الدین الخطیب، الخطوط العریضۃ، دار الاعتصام، قاہرہ، ص 73۔ 9-ولی اللہ ندوی، شیعیت اور اسلام، ندوۃ العلماء لکھنو، ص 154۔ 10-معاصر تحقیقی مقالات، مجلّہ الداعی، جامعہ دار العلوم دیوبند، مختلف شمارے۔

عصرِ حاضر میں شیعیت کے اثرات وخطرات

(عصرِ حاضر میں اہلِ سنت کی ذمہ داریاں)

شیعیت اور رافضیت کا فتنہ صدیوں سے امت کے اتحاد اور عقیدۂ اہلِ سنت

کے استحکام کے لیے ایک بڑا چیلنج رہا ہے۔ عصرِ حاضر میں جبکہ ابلاغی وسائل کی کثرت، سیاسی انتشار اور عالمی سازشوں نے اس فتنے کو مزید قوت بخشی ہے، ایسے میں اہلِ سنت کے ذمہ بڑے اہم اور بنیادی فرائض عائد ہوتے ہیں۔ یہ ذمہ داریاں محض دفاعی نوعیت کی نہیں بلکہ دعوتی، تعلیمی، فکری اور عملی تمام جہات پر محیط ہیں۔

1-علمی وفکری استقامت: اہلِ سنت کی سب سے پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اپنے عقائد واصول پر علمی استقامت اختیار کریں: قرآن وسنت کی روشنی میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور اہلِ بیتِ اطہار رضی اللہ عنہم کے مقام کو صحیح توازن کے ساتھ اجاگر کریں۔ رافضیت کی علمی وفکری کمزوریوں کو واضح کرنے کے لیے منہجِ سلف پر مبنی تحقیقی لٹریچر کو عام کیا جائے۔ مدارسِ دینیہ اور جامعات میں اس موضوع پر نصابی و درسی سطح پر مواد شامل کیا جائے تاکہ نئی نسل اس فتنہ سے واقف ہو۔

2-دعوت وتبلیغ کا منہج: اہلِ سنت کے لیے یہ بھی لازم ہے کہ وہ مثبت انداز میں اپنے دعوتی پیغام کو عام کریں: محبتِ اہلِ بیت کو اپنے دعوتی پیغام کا لازمی حصہ بنائیں تاکہ عوام کو اہلِ سنت کی جامعیت کا اندازہ ہو۔ منبر ومحراب سے ایسی گفتگو کی جائے جس میں توازن ہو، شدت پسندی سے بچا جائے لیکن حق واضح ہو۔ میڈیا اور جدید ذرائع ابلاغ کا استعمال کرتے ہوئے رافضی پروپیگنڈے کا علمی اور اخلاقی جواب دیا جائے۔

3-اتحادِ اہلِ سنت: ایک بڑی کمزوری یہ ہے کہ اہلِ سنت کے اندر ہی انتشار پایا جاتا ہے، جسے رافضی قوتیں اپنے مفاد کے لیے استعمال کرتی ہیں: فقہی ومسلکی

اختلافات کو دائرۂ وسعت میں رکھتے ہوئے مشترکہ عقیدۂ ختمِ نبوت، صحابہ واہلِ بیت کی محبت، اور سنت کے دفاع پر امت کو متحد کیا جائے۔ علمی ودعوتی اداروں کے درمیان ربط و تعاون کو بڑھایا جائے۔ ایسے پلیٹ فارمز قائم ہوں جہاں مشترکہ لائحۂ عمل تیار کیا جاسکے۔

4-سیاسی وسماجی بصیرت: اہلِ سنت کے قائدین کو چاہیے کہ: رافضی سیاسی عزائم اور عالمی استعمار کے ساتھ ان کے روابط کو بے نقاب کریں۔ مسلم دنیا کے سیاسی مسائل میں اہلِ سنت کے موقف کو واضح اور مدلل انداز میں پیش کریں۔ سماجی سطح پر رفاہی ادارے اور خدمت خلق کے مراکز قائم کریں تاکہ عوام کو اہلِ سنت کی عملی تصویر دیکھنے کو ملے۔

5-تربیتِ نسلِ نو: یہ سب سے اہم ذمہ داری ہے: نئی نسل کو عقائدِ اہلِ سنت کی مضبوط تعلیم دی جائے۔ تاریخِ اسلام کے روشن ابواب (خلفائے راشدینؓ، صحابہ کرامؓ، تابعینؒ) کو نصاب اور دروس کا لازمی حصہ بنایا جائے۔ تعلیمی اداروں، مساجد اور خاندانوں میں فکری تربیت کے حلقے قائم کیے جائیں تاکہ نوجوان رافضی افکار کا شکار نہ ہوں۔

خلاصہ ونتائج: اہلِ سنت کی پہلی ذمہ داری علمی وفکری استقامت ہے تاکہ رافضی شبہات کا مقابلہ دلائل و برہان سے کیا جاسکے۔ دعوتی پیغام کو مثبت انداز میں عام کیا جائے اور محبتِ اہلِ بیت کو اس کا لازمی جزو بنایا جائے۔ داخلی انتشار سے بچ کر اتحادِ اہلِ سنت کو مضبوط کیا جائے۔ سیاسی وسماجی بصیرت کے ساتھ رافضی عزائم کو ناکام بنایا جائے۔ سب سے بڑھ کر نئی نسل کی دینی وفکری تربیت کی جائے تاکہ آئندہ یہ فتنہ

امت میں جگہ نہ پا سکے۔

مصادر ومراجع: 1-القرآن الکریم۔ 2-صحیح البخاری، صحیح مسلم۔ 3-ابن تیمیہ، منہاج السنۃ النبویۃ، مکتبۃ المعارف، ریاض، ج 1، ص 76۔ 4-ابن حجر عسقلانی، فتح الباری شرح صحیح البخاری، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ج13، ص245۔ 5-شاہ عبدالعزیز دہلوی، تحفہ اثنا عشریہ، مطبع مجتبائی، دہلی، ص 142۔ 6-انور شاہ کشمیری، العرف الشذی شرح سنن الترمذی، ادارۃ المعارف، دیوبند، ج 2، ص 311۔ 7-محبّ الدین الخطیب، الخطوط العریضۃ، دار الاعتصام، قاہرہ، ص 59۔ 8-علامہ احسان الٰہی ظہیر، الشیعہ والسنۃ، مکتبہ دار السلام، لاہور، ص 131۔ 9-ابوالحسن ندوی، التشیع والسنۃ، ندوۃ العلماء لکھنو، ص88۔ 10-مجلّہ الداعی، جامعہ دار العلوم دیوبند، مختلف شمارے۔

اختتامیہ

(کتاب: فتنۂ رافضیت وشیعیت: تاریخِ اسلام کے تناظر میں)

الحمد للّٰہ الذی بنعمَتِہ تتمّ الصالحات، والصلاۃ والسلام علیٰ سیّد الکائنات، وإمام المجاھدین فی سبیل الحق، محمد المصطفیٰ ﷺ، وعلیٰ آلہ وصحابہ اجمعین، ومن تبعھم بإحسان الی یوم الدین.

یہ کتاب گویا ایک فکری جہاد اور علمی معرکہ کی داستان ہے۔ صفحات در صفحات

میں ہم نے اس فتنے کے تاریخی پس منظر کو کھولا ہے، اس کے فکری و اعتقادی انحرافات کو واضح کیا ہے اور امتِ مسلمہ کے سامنے وہ خطرات پیش کیے ہیں جو رافضیت اور شیعیت نے صدیوں سے اسلام کی جڑوں کو کھوکھلا کرنے کے لیے پیدا کیے۔

خلاصہ و نتائج: ابتداء و ارتقاء: یہ بات آشکار ہوئی کہ رافضیت کوئی دینی تحریک نہیں بلکہ یہود و مجوس کے دسیسہ کار دماغوں کی اختراع ہے، جو اہلِ بیتؓ کی محبت کے نام پر اور صحابہ کرامؓ کی تنقیص کے عنوان سے پروان چڑھی۔

اعتقادی گمراہیاں: تقیہ، بداء، رجعت، تحریفِ قرآن، امامت کا باطل نظریہ اور معصومیتِ امام، یہ سب ایسے اصول ہیں جو سراسر اسلام کی اصل تعلیمات سے متصادم ہیں۔

تاریخی اثرات: جنگِ جمل و صفین سے لے کر سقوطِ بغداد تک اور خلافتِ عثمانیہ کے زوال سے لے کر عصرِ حاضر کی تحریکات تک، اس فتنے نے امت کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے میں مرکزی کردار ادا کیا۔

عصر حاضر میں خطرات: ایران کے انقلاب کے بعد اس فتنے نے جدید میڈیا، تعلیم، تنظیمات اور عالمی استعمار کی مدد سے اپنے باطل نظریات کو پھیلانے کا آغاز کیا، اور آج برصغیر سمیت پوری دنیا میں اہل سنت کے لیے ایک فکری چیلنج بن چکا ہے۔ **اہل سنت کی ذمہ داریاں:** اس فتنے کے مقابلے میں علمی استقامت، اعتقادی بیداری، تبلیغی حکمت عملی، اتحادِ اہل سنت اور محبتِ اہل بیتؓ و ادبِ صحابہؓ کو زندہ کرنا ضروری ہے۔

اتحادِ امت کی دعوت: امت کی سب سے بڑی طاقت اس کا اتحاد ہے۔ جب

امت ایک صف میں کھڑی ہوتی ہے تو بڑے سے بڑا طوفان بھی اس کے سامنے ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے، لیکن جب اختلافات اور فرقہ واریت سر اُٹھاتی ہے تو دشمن اس کے کمزور پہلو پر وار کرتا ہے۔ آج کا سب سے بڑا تقاضا یہی ہے کہ اہلِ سنت والجماعت باہمی نزاعات کو پسِ پشت ڈال کر قرآن وسنت کی بنیاد پر یکجہتی کا مظاہرہ کریں۔

قال الله تعالیٰ: وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا (آل عمران:103)۔ (اللہ کی رسی کو سب مل کر مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ مت ڈالو۔)

ادبِ صحابہؓ ومحبتِ اہل بیتؓ: اہلِ سنت کا طرہ امتیاز یہی ہے کہ وہ صحابہ کرامؓ کے ادب واحترام کو ایمان کا حصہ سمجھتے ہیں اور اہلِ بیتِ اطہارؓ کی محبت کو سعادتِ دین و دنیا جانتے ہیں۔ نہ ہم رافضیوں کی طرح غلو کے شکار ہیں، اور نہ ناصبیوں کی طرح انکار کے گڑھے میں گرے ہیں۔ یہی وہ صراطِ مستقیم ہے جس پر چل کر امت فتنوں سے نجات پا سکتی ہے۔

امام مالکؒ کا قول: **مَنْ أَبْغَضَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَلَيْسَ لَهُ فِي الْإِسْلَامِ نَصِيبٌ۔** (جو کوئی صحابہ کرامؓ میں سے کسی سے بغض رکھے، اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں)۔

یہ کتاب ایک آئینہ ہے جو امت کے سامنے اس حقیقت کو روشن کرتی ہے کہ شیعیت کا فتنہ دراصل اسلام کے قلب پر کاری وار ہے۔ آج اہل سنت پر لازم ہے کہ وہ اپنے ایمان، اپنی نسلوں، اپنے مدارس، اپنے منابر اور اپنے میڈیا کی حفاظت کریں۔ شاعرِ مشرق علامہ اقبالؒ نے کہا تھا:

نہ تو زمیں کے لیے ہے نہ آسماں کے لیے
جہاں ہے تیرے لیے تُو نہیں جہاں کے لیے

آیئے! ہم صحابہ کرامؓ اور اہل بیتؓ کی محبت کے پرچم تلے جمع ہوں، اور اس باطل فتنے کو علمی بصیرت، اخلاقی استقامت اور دینی غیرت سے شکست دیں۔

قارئین سے دعا کی گزارش: آخری گزارش یہ ہے کہ اس عاجز کی یہ کاوش اگرچہ کوتاہیوں سے خالی نہیں، لیکن امید ہے کہ یہ اہل علم وبصیرت کے لیے ایک چراغِ راہ ثابت ہوگی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ناچیز خدمت کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے، اور اسے امت کے اتحاد، فکری بیداری اور ایمانی استقامت کا ذریعہ بنائے۔

اَللّٰهُمَّ اجْمَعْ كَلِمَةَ الْمُسْلِمِينَ عَلَى الْحَقِّ، وَانْصُرْهُم عَلَى الْأَعْدَاءِ، وَاجْعَلْنَا مِنَ الْمُتَّبِعِينَ لِكِتَابِكَ وَسُنَّةِ نَبِيِّكَ، وَارْزُقْنَا صِدْقَ الْحُبِّ لِلصَّحَابَةِ وَالْأَهْلِ الْبَيْتِ، وَجَنِّبْنَا سُبُلَ الْفِتَنِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ.

حررہ

مفتی حبیب اللہ قاسمی

خادم الحدیث والافتاء

مؤسس ورئیس جامعہ اسلامیہ دارالعلوم مہذب پور، سنجر پور اعظم گڑھ یوپی انڈیا

تاریخ: 1/ربیع الاول 1447، مطابق: 25/اگست 2025، یوم الاثنین دوشنبہ